BEST SELLER

The Message of Success

کامیابی کی امنگ پیدا کرنے والی کتاب

کامیابی کا پیغام

کامیابی وکامرانی کے حصول کیلئے آفاقی اصول

قاسم علی شاہ

MULTI-CARE COMPUTERS
Home or Office We Come to You
Produced by: Multi Care Computers
Phone No: 03204700020
E-mail: multicarecomputer@gmail.com
Fb: fb.com/multicarecomputer

کامیابی کا پیغام

کامیابی اور خوشحالی کو ممکن بنانے والے آفاقی اصول

قاسم علی شاہ

منزل پبلیکیشنز
520-A گلشن راوی، لاہور
042-37412486,0333-4317611

نام کتاب : کامیابی کا پیغام

مصنف : قاسم علی شاہ

اشاعت : 23مارچ 2014ء

کمپوزنگ : آصف محمود 0333-4272927

پروف ریڈنگ : محمد نواز

مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس 43نسبت روڈ لاہور۔
042-37356547, 37351007

تعداد : 1000

سرورق : تیمور رشید 0300-4705806

پبلیشرز : منزل پبلیکیشنز 520-A گلشن راوی لاہور

قانونی مشیر : مجید اینڈ کمپنی (ایڈووکیٹس اینڈ ایڈوائزرز)

قیمت : 400روپے

اِنتساب!

اپنے روحانی اُستادِ محترم

حضرت واصف علی واصفؒ

کے نام

جن کی فکری دانش نئی نسل کی مثبت سمت نمائی کر رہی ہے

خدا کرے تمہیں مقصد میں کامیابی ہو
تمہارا نیک ارادہ مجھے پسند آیا
(ساحرؔ)

فہرست

اِظہارِ تشکر

کسی بھی سفر کے ساتھی بہت اہم ہوتے ہیں جب ساتھ منزل تک جائے تو سب کا شکریہ ادا کرنا ہم پر واجب ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں درج کامیابی کے متعلق نظریات، اصولوں اور رازوں کو ایک عرصے سے میں اپنے شاگردوں کو پڑھا رہا ہوں۔ تدریس (Teaching) میں سکھانے کے ساتھ ساتھ سیکھنے کے مواقع بھی ہیں۔ آپ کے بتائے ہوئے گُر سے جب کوئی طالب علم کامیاب ہو جاتا ہے تو آپ کا اپنے علم پر یقین مزید پختہ ہو جاتا ہے۔ سیکھنے سکھانے کے عمل کے دوران سب احباب کی خواہش تھی کہ "کامیابی کا پیغام" پاکستان کے ہر نوجوان تک پہنچنا چاہیے۔ اس سارے سفر میں میرے ابو جان اور امی جان کی دعائیں میری ہمت بڑھاتی رہیں میں اُن کا دلی طور پر مشکور ہوں۔

اپنے Great Sir پروفیسر ارشد جاوید صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں جنھوں نے مجھے فلسفۂ کامیابی سے روشناس کروایا اور ہر مرحلے پر خلوص رہنمائی فرمائی۔ ارشد صاحب میرے Role Model بھی ہیں اس لیے اُن کی سنگت میرے جوش و خروش کو برقرار رکھنے کا باعث بھی بنتی رہی۔ ارشد صاحب کی صحت، سلامتی اور مشن کی کامیابی کے لیے دل سے دعا ہے۔

آج ترقی اتنی ہو چکی ہے کہ ہمارے پاس میزائل تو گائیڈڈ (Guided) ہیں لیکن

نوجوان نسل ان گائیڈڈ (Unguided) ہے میں بالخصوص ملک کے نامور کالم نگار اور ہنگر پرسن جناب جاوید چوہدری صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ ان کی تحریریں نہ صرف مجھے بلکہ ہر نوجوان کو Guide کر رہی ہیں میں نے لکھنے کی Inspiration ان سے لی ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ چوہدری صاحب کا فیض عام کر دے۔

ہم روز نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں کہ ہمیں ان کا رستہ عطا فرما جس پر تیرا انعام ہوا، اگر آپ کے پاس انعام یافتگان کی کوئی مثال نہیں تو پھر آپ کے لیے ان کے راستے پر چلنا ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ رب کریم نے مجھے محترم ملک خالد یعقوب صاحب کے ساتھ ملوایا اور میرے لیے خدا تعالیٰ پر ایمان اور توکل کرنا ان کی مثالی صورت کی وجہ سے آسان ہو گیا۔

پودوں کی خوراک پانی اور آکسیجن ہوتی ہے اور انسان کی کامیابی کو خوراک تب ملتی ہے جب اسے کوئی شاباش دے یا اچھی تعریف کرے۔ میری کامیابی، خود اعتمادی اور صلاحیت در حقیقت کچھ ساتھیوں کی تعریف اور شاباشی سے آکسیجن لیتی رہی۔ ان ساتھیوں میں ماہر تعلیم جناب محمد ذوالفقار مغل (پرنسپل پاکستان سائنس ہائی سکول) جنھوں نے اپنے ادارے میں میٹرک کے طالب علموں کی تربیت و کردار سازی کے لیے یہ کتاب نصاب میں شامل کی۔ میں مغل صاحب کا شکر گزار ہوں اور ان کی محبت کا بھی قدر دان ہوں کہ اس کی وجہ سے مجھے طاقت ملتی رہتی ہے۔

میں جناب عمران حبیب صاحب پرنسپل ''LIFE'' حافظ آباد کا مشکور ہوں کہ ان کے تعاون کی وجہ سے کتاب سیکڑوں لوگوں تک گئی میں ان کی علم دوستی کا بھی قدر دان ہوں۔

یہ کتاب تو میں نے لکھی ہے لیکن میری زندگی کی کامیابیوں کی کتاب کے مصنف میرے مہربان اور بے لوث اساتذہ سر امجد اعوان، سر نوید مجید، سر سلطان خان، حلیم احمد صاحب اور سر طارق صاحب ہیں۔ میں اپنے تمام ٹیچرز کا دلی طور پر شکر گزار ہوں۔

میں پروفیسر رفرف صاحب کی استقامت اور خدمت کو بھی ماڈل کے طور پر لیتا
ہوں اُن کے تعاون اور محبت کا شکریہ۔ محترم ڈاکٹر کرنل امتیاز صاحب کے خلوص کو بھی
سلام اور اُن کے لیے دُعا۔

میں ضمیر آفاقی (سینئر جرنلسٹ) بالخصوص خرم منصور قاضی صاحب (سینئر
جرنلسٹ) اور وقاص شاہد صاحب (ماہنامہ حکایت) کا دلی طور پر شکر گزار ہوں کہ
انھوں نے ان تحریروں کو اخبارات اور رسائل کی زینت بنا کر میری ہمت بڑھائی۔

میں اپنے انکل احمد جاوید صاحب کا بہت ممنون ہوں۔ اُن کا پیار اور دعا مجھے مزید
آگے بڑھنے پر اُبھارتی ہے۔

میں اپنے پیارے بھائیوں جیسے دوست محمد نواز صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ
انھوں نے مصروفیت کے باوجود کتاب کا مسودہ پڑھنے کے بعد رہنمائی فرمائی۔

میں اپنے دوست حافظ زوہیب طیب، انیس صاحب، محمد عمران صاحب، عمیر احمد
اور بشیر احمد خان کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے کتاب کا مسودہ پڑھنے کے بعد مفید
مشورے دیے۔

آخر میں اپنے تمام محبت کرنے والے Students کا شکریہ جو کامیابی کے
پیغام کو دوسروں تک پہنچانے میں مددگار رہے۔

قاسم علی شاہ

0333-4317811

A-520 گلشن راوی، لاہور (پاکستان)

qasim_alishah@hotmail.com

[illegible] آنکھیں پھاڑ دیتا ہے۔ وہ چاہے تو [illegible]
[illegible] کی بینائی چھین سکتا ہے۔

مالکِ کل کائنات تو ایک حقیر مچھر کی مدد سے نمرود جیسے شہنشاہ کو ذلت کی موت دے سکتا ہے اور وہ اپنی حکمت دکھانے پر آئے تو کمزور مکڑی کے جالے کی مدد سے اپنے محبوبؐ جو وجہ تخلیقِ کائنات ہیں کو حفاظت فراہم کر سکتا ہے۔ کیا پتا کسی عبادت گزار کی تکبر والی عبادت قبول نہ ہو اور کسی گناہ گار کی عاجزی و ندامت کے دو آنسو اُسے بھلے لگیں اور وہ اُسے بخش دے۔

”ایماندار تاجر آخرت کے روز شہید صدیقین اور انبیاء کی صف میں کھڑا ہوگا“ (حدیث نبویؐ)

کیا پتا یہ معلوم کہ میری یہ چھوٹی سی کاوش کسی کو کل ایماندار تاجر بنا دے اور جب وہ اُن عظمت والے لوگوں کی صف میں کھڑا ہو تو وہ خدا تعالیٰ سے یہ کہہ دے کہ ”مالک مجھے ایماندار تاجر بنانے والی یہ تو فلاں شخص کی تحریر تھی میرے مالک اس کو بھی اسی صف میں لا کھڑا کر۔“ اور شاید اس وقت میری اس کوشش کا صلہ مجھے مل جائے۔ یہ بات اہم نہیں کہ کسی عمل کا فوری نتیجہ کیا ہے اور وہ کتنا مشہور و مقبول ہو جاتا ہے بات اہم یہ ہے کہ اس عمل کی نیت کیا ہے اگر نیت بہتر ہے تو مالک نے عمل سے پہلے نیت کو دیکھتے ہوئے اس کا صلہ دے دینا ہے۔

اس لیے اگر آج ملک مصائب میں گھرا ہوا ہے تو یہ دیکھیے کہ کون اپنی حیثیت اور بساط کے مطابق اس کی بہتری میں اپنا حصہ ڈال رہا ہے۔ یہ حصہ کسی عمل [illegible] نیت سے بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ حصہ تحریر کی مدد سے بھی [illegible]
[illegible] نے دعا فرمائی کہ ”خدا اس شخص کو [illegible]
[illegible]
[illegible]

خود کو قیمتی بنایئے

یہ دنیا ان لوگوں کو بھلا دیتی ہے جو اس دنیا کے لیے اہم نہیں ہوتے جس طرح کچھ
لوگ تجوریوں میں خزانہ چھپاتے ہیں اسی طرح بے شمار لوگ عظیم ہستیوں کی یاد کا خزانہ
اور ان کے لیے محبت دلوں میں چھپائے پھرتے ہیں۔ دریا کے تیز بہاؤ کو کوئی مضبوط
چٹان ہی دو حصوں میں کاٹ سکتی ہے۔ چھوٹے پتھر تو دریا کے بہاؤ کے ساتھ ہی بہہ
پڑتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جن شخصیات نے بھی اس دنیا کی
خدمت کی، اس دنیا میں محبت بانٹی اور امن کا درس دیا ان کے نام آج بھی زندہ ہیں۔
قابلِ غور بات یہ ہے کہ آخر ان تمام لوگوں میں کیا خاص بات تھی کہ وہ دنیا کے لیے اہم
تھے۔ تمام بنی نوع انسان کو اگر انسان ہونے پر فخر ہے تو شاید انہی عظیم انسانوں کے
کارناموں کی وجہ سے ہے۔

ان تمام شخصیات کی عظمت کا ایک اہم ترین راز یہ ہے کہ انھوں نے اپنی ذات کو
دنیا والوں کے لیے قیمتی اور اہم بنایا اسی وجہ سے تو وہ آج تک یاد کیے جاتے ہیں۔ اور
ہمیشہ [illegible] کا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ فلسفہ خودی ہو تو حضرت اقبالؒ کا نظریہ [illegible]
[illegible] حاصل کرنے کی جدوجہد کی داستان ہو تو محمد علی [illegible]
[illegible]
[illegible]

ذات سے خود قیمتی بناتے ہیں۔ انھیں علم ہوتا ہے کہ سب سے اہم ان کی اپنی ذات ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ رہتا۔ اسی لیے اُنھوں نے اپنا مال اسباب، گھر بار، علاقہ محلہ اور خاندان تک کو چھوڑنا گوارہ کیا لیکن اپنی ڈگر سے ہٹنا پسند نہیں کیا۔

آپ وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں جس کے آپ خواہش مند ہیں مگر اس کے لیے آپ کو اپنی ذات کو بہت قیمتی بنانا ہوگا۔ یاد رکھیے ''قیمتی ذات'' کا مطلب کیا ہے؟

''اگر کسی محفل میں آپ کی موجودگی اور غیر موجودگی سے فرق نہیں پڑتا تو ایسی محفل میں کیا جانا اور اگر اس دنیا پر آپ کے آنے سے کوئی فرق نہیں پڑا تو جب آپ جائیں گے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا اس لیے آپ کا دنیا پر آنا آپ کے لیے فضول اور بے کار ہوگا۔''

آپ دنیا کے لیے قیمتی تب بنتے ہیں جب جمال شاعر

ہمارے دم سے زینت انجمن کی
ہماری یاد ہوگی ہم نہ ہوں گے

کے مفہوم پر آپ پورے اُتریں۔

یاد رکھیں آپ کے لیے سب سے اہم آپ کی اپنی ذات ہے اس لیے بہترین سرمایہ کاری اپنی ذات پر کیجیے۔ اس سرمایہ کاری کی ابتدا ان سوالات سے کیجیے کہ

''آپ کو یہ زندگی فقط ایک بار ملی ہے یہ موقع دوبارہ نہیں ملتا اس زندگی کے بدلے آپ کیا کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں؟''

جب آپ اس دنیا سے جائیں گے تو اس دنیا کو کیا کچھ دے کر جائیں گے؟

ان سوالات کے جواب لکھ لینے کے بعد خوب غور و فکر کر لیں تو آپ کو اپنا مقصد حیات [illegible]

[illegible]

[illegible] پر پہنچا دیتا ہے وہ کتابیں ہیں جو آپ کے اخلاق کو بلند کریں اور آپ کی ہمت کو بڑھائیں۔ ہمارے ملک میں کتابیں پڑھنے کا رواج عام نہیں ہے۔ ہمارے ہاں نوجوان فارغ وقت میں T V اور Internet پر وقت ضائع کرتے ہیں ترقی یافتہ ممالک کی ترقی اور خوشحالی کی بڑی وجہ ہی کتاب سے محبت ہے۔ وہاں فارغ وقت میں لوگ ہاتھ میں کتاب پکڑے نظر آتے ہیں آج بھی دنیا میں ایسے ترقی یافتہ خاندان موجود ہیں جو لڑکے کا رشتہ دیکھنے آتے ہیں تو اس کی لائبریری کو لازماً دیکھتے ہیں۔ بہر حال کتاب آپ کی ذات کے لیے بہترین سرمایہ کاری ہے۔

اپنی ذات کی بہتری کے لیے غور و خوض کی عادت ڈالیئے یہ دنیا خود خدا تعالیٰ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی خوبصورت کتاب ہے۔ ہر وجود یہ بتانے میں مصروف ہے کہ میں بھی موجود ہوں۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے بانسری کی آواز پر غور کیا تو انہیں علم ہوا یہ تو جدائی کی داستان سنا رہی ہے۔ صاحب درد بھی اللہ تعالیٰ سے دوری کی داستان سناتا رہتا ہے۔ غور و فکر اتنا اہم ہے کہ قرآن پاک میں بے شمار جگہ غور و فکر کرنے کا حکم آیا۔ اپنی ذات کو بہتر بنانے کے لیے ایسی Trainings اور سیمینارز لیے جا سکتے ہیں جو آپ کو کامیابی کی طرف ابھاریں آپ کے علم میں اضافہ کریں کیونکہ کہا جاتا ہے۔ "To earn more learn more" بدقسمتی سے ہمارے ہاں سیلف ہیلپ اور Personality Development کے موضوعات پر نہ ہونے کے برابر سیمینارز ہوتے ہیں۔ لیکن جب بھی آپ کے علم میں آئے تو ضرور سیمینارز میں جائیں کوئی صاحب علم جب بولتا ہے تو اس کے کئی سالوں کا تجربہ اور تحقیق آپ کو چند گھنٹوں میں حاصل ہو جاتی ہے اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ

"کسی صاحب بصیرت کی مجلس میں بیٹھنا ہزار سالوں کی عبادت سے افضل ہے۔"

[illegible] Self Help [illegible]

بیشمار [illegible] ہیں جن سے [illegible] ناقابل بیان ہیں۔

اپنی ذات کو بہتر اور قیمتی بنانے کے لیے آپ ایسے علم اور فنون سیکھ سکتے ہیں جو آپ کی ذات کے اندر پنہاں خوبیوں کو باہر نکالیں ان میں ہپناٹزم بہت موثر ہے۔ NLP (نیورو لنگوسٹک پروگرامنگ) آج ذہن کو استعمال کرنے کے حوالے سے بہترین علم ہے مراقبہ، یوگا، چکراز اور ریکی بھی سیکھی جا سکتی ہے۔

اخبارات اور رسائل کا مطالعہ بھی علم میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ علمی و ادبی بحث ومباحثے میں حصہ لیں اس سے آپ کا زاویہ نظر وسعت پاتا ہے۔ سیر کریں اس سے دنیا کی خوبصورتی آپ کے اندر کی خوبصورتی کو جگائے گی۔ بہرحال کامیابی کی ضمانت اپنی ذات پر سرمایہ کاری کرنے کا فیصلہ ہے۔

OO

کامیابی کیسے ممکن ہے؟

ہر شخص کامیابی اور خوشحالی چاہتا ہے لوگ کامیابی کو قسمت کے حوالے سے دیکھتے ہیں حالانکہ کامیابی پر کی جانے والی ریسرچ کے مطابق کامیابی حاصل کرنے کے لیے ایک مخصوص فلسفہ اور نظریہ کارفرما ہے۔ زیادہ تر کامیاب لوگ جو اس دنیا پر آئے ہیں خدا تعالیٰ نے ان میں یہ فلسفہ اور کامیابی کا جذبہ فطرتی شامل کیا۔ یہ لوگ کامیاب تو ہو جاتے ہیں لیکن ان کو بھی اس Process کو واضح طور پر بیان کرنے کا علم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے یہ لوگ بھی بہتر رہنمائی نہیں کر پاتے۔ کامیاب لوگوں کی جو تعداد جو گفتار کے غازی بھی ہوئے وہ اتنی مصروف زندگی گزار رہے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس دوسروں کی رہنمائی کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کی بہت تھوڑی تعداد یہ راز بتانا پسند بھی نہیں کرتی شاید اس ڈر سے کہ دوسرے اُن کی جگہ نہ لے لیں حقیقت بالکل مختلف ہے یہ آفاقی اصول ہے کہ دوسروں کو راستہ دینے سے آپ کا رستہ بھی کھل جاتا ہے۔

نظامِ کائنات کچھ مخصوص قوانین اور اصولوں کی مدد سے چل رہا ہے انسان جب ان آفاقی حقیقتوں اور ان کے اصولوں کو جانتا ہے تو انہیں قوانین کا نام دے دیتا ہے بے شمار عقل سے بالاتر واقعات بھی کسی نہ کسی قانون اور قاعدے کی وجہ سے وقوع پذیر ہو رہے ہوتے ہیں لیکن انسان کی رسائی فی الوقت وہاں تک نہیں ہو پائی [illegible]

[illegible]

تقدیر ساز فیصلے

دنیا کے بڑے بڑے کارناموں کی ابتدا بھی ایک فیصلہ کرنے سے ہوتی رہی ہے۔ تاریخ کے اوراق پلٹیے اور پاکستان بننے کا وقت یاد کیجئے۔ اگر یہ فیصلہ نہ کیا گیا ہوتا کہ مسلمانوں کا ایک الگ وطن چاہیے تو کیا ملک بن پاتا؟

آپ اپنے بچپن کے سکول کے ابتدائی دنوں کو یاد کریں ان دوستوں کے چہروں اور اساتذہ کے ناموں کو یاد کریں سکول کی درودیوار کو تصور میں لائیں اور پھر آج کے دن کو دیکھیں کیا آپ نے تب سوچا تھا کہ آپ کہاں سے کہاں پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ اس وقت آپ نے کوئی مناسب شعوری فیصلہ نہیں کیا اس لیے آج حالات آپ کے من پسند نہیں ہیں۔ لیکن زندگی تو وہ ہے جو ابھی باقی پڑی ہوئی ہے۔ اگر آپ آج سوچ سمجھ کر کوئی شعوری، زبردست اور زندگی ساز بڑا فیصلہ کرتے ہیں تو آپ کا سارے کا سارا مستقبل بدل کر رہ جائے گا یاد رکھیں۔

”زندگی صدیوں، سالوں، مہینوں اور دنوں میں نہیں بدلتی بلکہ زندگی اُسی لمحے میں بدل جاتی ہے جس میں آپ زندگی بدلنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔“

کامیابی اچھے فیصلوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ کامیاب لوگ تمام حقائق اور خطرات کو
[illegible]

[illegible] عام لوگ صبح فیصلہ کرتے ہیں اور شام کو فیصلہ بدل
[illegible] والے بھی فیصلہ کرنے سے اس لیے ڈرتے ہیں کہ کہیں ناکام نہ
ہو جائیں۔ [illegible] کہ کامیابی اچھے فیصلوں کا نتیجہ ہوتی ہے اچھے فیصلے تجربے کا نتیجہ
ہوتے ہیں۔ اور تجربہ اکثر غلط فیصلے کرنے کی وجہ سے ہی آتا ہے۔ اس لیے فیصلے کرنے
سے کبھی مت گھبرائیں۔

ہمارے ہاں نوجوانوں کی بدنصیبی یہ ہے کہ زندگی ان کی اپنی ہوتی ہے اور اُن کی
زندگی کے سارے فیصلے دوسرے لوگ کر رہے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بچہ بڑا ہو کر
ایک غیر پختہ شخصیت کا مالک بن جاتا ہے۔ اُس میں فیصلہ کرنے کی قوت موجود نہیں
ہوتی۔ ایک اچھا فیصلہ آپ کی قوت کا حامل ہوتا ہے کہ یہ آپ کی زندگی کے ہر پہلو مثلاً آپ
کے تعلقات، ماحول، کارکردگی، مستقبل، آمدنی، آپ کی قسمت اور خود آپ کو بھی بدل کر
رکھ دیتا ہے۔

جو کچھ آپ ایک عرصے سے کرتے آ رہے ہیں اُس سے وہی نتائج مل رہے ہیں جو
آج آپ کے سامنے ہیں۔ کچھ منفرد اور بڑا حاصل کرنے کے لیے آپ کو منفرد اور بڑا
فیصلہ کرنا پڑے گا تاکہ آپ کا آئندہ آنے والا وقت شاندار طریقے سے گزرے۔ ہر عمل
ایک نتیجہ دیتا ہے اور ہر عمل ہی ایک خاص سمت میں آگے بڑھاتا ہے۔ ہر سمت ہمیں
ایک منزل کی طرف رواں دواں کرتی ہے۔ لیکن کیا صرف ایک بار کوئی عمل کرنے سے
زندگی میں انقلاب برپا ہو جائے گا؟ کبھی نہیں زندگی تو جہدِ مسلسل سے بنتی ہے۔ کسی
خاص عمل میں مستقل مزاجی ہی ہماری قسمت کی صورت گری کرتی ہے۔ انسان کی
[illegible] تب ہی قائم ہو سکتا ہے جب اُس نے فیصلہ کیا ہو۔ اس لیے فیصلہ کر کے ہی قسمت
[illegible]۔

[illegible]

[illegible]

اپنی مرضی کے حالات پیدا کرتے ہیں۔ وہ حالات کی پیداوار نہیں ہوتے کیونکہ انھوں نے حالات بدلنے کا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔"

سو آج ہی اپنی زندگی کو بدلنے کا فیصلہ کریں۔ صرف ارادے یا خواہش سے بات نہیں بنے گی بلکہ اصل فیصلہ کریں کہ آپ نے کیا بننا ہے؟ خود کو اکسائیں، ابھاریں اور یہ بتائیں کہ زندگی کا تحفہ صرف ایک بار ملا ہے۔ خدا نہ کرے کہ یہ بے کار ہی گزر جائے کہ جب زندگی کا اصل مفہوم سمجھ آئے تو فیصلہ کرنے کا وقت ہی ختم ہو جائے اور زندگی ساتھ چھوڑ جائے۔ آج سے بہتر وقت کوئی نہیں۔ ماہرین کی ایک ریسرچ کے مطابق دیکھا گیا کہ عظیم لوگوں نے بھی عظمت حاصل کرنے سے بہت پہلے کچھ بن جانے کا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ آج ہی اپنی سوچ، رویے اور عمل کو بدلنے کا فیصلہ کریں۔ کم از کم پانچ ایسے فیصلے ضرور کریں جو آپ کی زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کر دیں۔ ہم آپ کو آئندہ بتائیں گے کہ فیصلہ کرنے کے بعد سب سے اہم کیا ہوتا ہے۔

○○

مقصد کی اہمیت

دنیا میں آج تک کسی ایسے انسان نے کامیابی حاصل نہیں کی جس کا کوئی مقصد نہ تھا اور آیندہ بھی کوئی شخص اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مقصد کا تعین نہ کرے۔ آپ کی صلاحیتیں، وقت، ذہانت، محنت، کوشش، جذبہ و جنون اور قربانیاں کسی کام کی نہیں اگر یہ کسی خاص مقصد کے زیر تابع نہیں۔ یہ دنیا تعلیم یافتہ، ذہین اور محنتی لوگوں سے بھری پڑی ہے لیکن وہ ناکام ہیں کیونکہ ان کی زندگی کا ایک واضح مقصد نہیں۔ ایک آدمی سفر کر رہا تھا وہ ایک چوراہے پر پہنچا۔ اس نے وہاں سے گزرتے ہوئے ایک بوڑھے راہ گیر سے پوچھا "یہ سامنے والی سڑک کہاں جا رہی ہے" بوڑھے نے کہا "تم نے کہاں جانا ہے"؟ وہ آدمی بولا "میں صرف چلنا چاہتا ہوں اصل میں مجھے کہیں نہیں جانا" اس پر بوڑھا بولا "جب تمہیں پتا ہی نہیں کہ تم نے کدھر جانا ہے تو پھر تم کوئی بھی رستہ اپنا لو"۔ اگر فٹ بال گراؤنڈ کے گول پوسٹس (Goal Posts) موجود نہیں تو پورے دن کے میچ کے بعد بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا اور کوئی بھی ایک بھی گول نہیں کر سکے گی کیونکہ گول کرنے والے پوسٹس (Posts) کا تعین ہی نہیں کیا گیا۔ آپ کی عقل اس میں سوار ہو گا [illegible]
[illegible]

ماہرین کی ریسرچ کے مطابق دنیا کے 98 فیصد لوگوں کا کوئی واضح مقصد نہیں
ہے۔ وہ بے مقصد زندگی گزار رہے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو ناکام ہیں۔
خواہشات پالینا بہت آسان کام ہے لیکن ان خواہشات کو برقرار رکھتے ہوئے منظم
طریقے سے اور جذبہ وجنون سے ایک واضح مقصد کی شکل دے دینا بہت مشکل کام
ہے۔ اس لیے خواہشات سب کے پاس ہوتی ہیں لیکن مقصد کسی کسی کے پاس ہوتا
ہے۔ آپ کا ذہین ہونا اتنی بڑی بات نہیں جتنا آپ کا بامقصد ہونا آپ کی خوش قسمتی کی
علامت ہے۔

"عظیم ذہنوں میں خواب ہوتے ہیں اور پست ذہنوں میں فقط خواہشات"

خواہش ایک بیج کی مانند ہے جب تک اسے بویا نہ جائے یہ آپ کو پھل نہیں دے
گی۔ دنیا کے کسی بینک میں خواہشات کیش نہیں کروائی جا سکتیں لیکن جب کسی کی خواہش
جنون بن جاتی ہے تو وہی شخص بے شمار ملکوں کا مالک بن جاتا ہے۔

جب آپ ایک مقصد کو منتخب کرتے ہیں تو آپ کی ذہنی صلاحیتیں کام کرنے لگتی
ہیں۔ بظاہر آپ کسی کام کر رہے ہوتے ہیں اور کسی سے مل رہے لیکن آپ کا ذہن ہر وقت اس
منتخب شدہ مقصد کے لیے سوچ رہا ہوتا ہے۔ مقصد کے انتخاب کے بعد متعدد مواقع
(Opportunities) آپ کے دروازے پر دستک دیتے ہیں اور حالات بھی خود بخود
آپ کی کامیابی کے لیے موافق ہو جاتے ہیں۔ سورج کی روشنی کو بھی جب محدب
عدسے سے ایک جگہ مرکوز کیا جاتا ہے تو وہ کاغذ کو آگ لگا کر جلا دیتی ہے۔ ذہن کی تمام
صلاحیتیں اور توانائیاں بھی جب کسی ایک مقصد کے زیر تابع ہو کر ارتکاز کی قوت حاصل
کر لیتی ہیں تو آپ کو کامیاب بنا دیتی ہیں۔

[illegible] (Career Planning) [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ایک ہی ساز بجائیں تو دنیا کی ساری رونق ہی ختم ہو جائے گی۔ [illegible] کے مقاصد اور خواہشات پر تنقید کرنے کی بجائے آپ اپنا مقصد متعین کریں۔ آپ کیا سیکھنا چاہتے ہیں؟ کیا اکٹھا کرنا چاہتے ہیں؟ کیسے انسان بننا چاہتے ہیں؟ اور کیا پانا چاہتے ہیں؟ یہ سوالات آپ کو مقصد منتخب کرنے پر ابھاریں گے۔ اپنی خواہشات کو منظم کریں اور اپنے مقصد کے تابع کریں اس طرح آپ جو کچھ بننا چاہتے ہیں وہ بننے کی صلاحیتیں نمودار ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اگر آپ واضح طور پر اپنے مقصد سے آشنا ہو گئے تو سمجھئے کہ آپ کی کامیابی کے سفر کی ابتداء ہو گئی۔ چونکہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ ہم کس سمت میں بڑھ رہے ہیں۔ آپ درست سمت کا تعین کریں۔

OO

درست سمت کا تعین

ان تین جملوں پر غور کریں۔ 1۔ ''میں خوشیاں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔'' 2۔ ''میں بہت زیادہ پیسہ کماؤں گا۔'' 3۔ ''میں کامیاب ہونا چاہتا ہوں۔'' ہر شخص اس قسم کے فقرے بولتا نظر آتا ہے لیکن یہ فقرے فقط خواہشات کو ظاہر کرتے ہیں۔ مقصد کو بیان کرنے کے لیے کچھ اصول وضوابط واضح کرنا ضروری ہیں۔ غیر واضح مقصد آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے گا اور نہ ہی آپ اسے حاصل کر سکیں گے۔ مقصد کا تعین کرنے کے لیے درج ذیل شرائط سامنے رکھیے۔

پہلی شرط: آپ کا مقصد حقیقت پر مبنی ہونا چاہیے۔ فرضی خیالات اور خواہشات مقصد نہیں ہوتیں۔ خواہشات کی بھرمار سے آپ شیخ چلی تو بن سکتے ہیں لیکن کامیاب انسان نہیں۔

دوسری شرط: آپ کے مقاصد واضح اور قطعی (Define) ہوں۔ ان کو ماپا جا سکے۔ مثلاً ''مجھے اچھے نمبر حاصل کرنے ہیں'' ایک واضح اور قطعی گول کو بیان نہیں کر رہا لیکن ''مجھے 90 فیصد نمبر حاصل کرنے ہیں'' ایک مخصوص اور قطعی مقصد کو بیان کرتا ہے۔

تیسری شرط: آپ مقصد کو بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی بتا سکیں کہ آپ کو یہ کتنے وقت میں حاصل کرنا ہے؟ [illegible]

[illegible]

اور وقت کا تعین بھی نہیں کیا گیا کہ آپ کو یہ مقصد کب حاصل کرنا ہے؟

اب کہ: "مجھے اس سال 20 لاکھ روپے کمانے ہیں" ایک واضح یعنی Time Bound مقصد ہے۔

چوتھی شرط: آپ کے مقاصد آپ کے اپنے اختیار میں ہوں نہ کہ دوسروں کے۔ مثلاً "میں اپنے بیٹے کو ڈاکٹر بناؤں گا" یہ مقصد آپ سے زیادہ آپ کے بیٹے کے اختیار میں ہے اس لیے یہ فقط ایک خواہش ہے جو پوری ہو یا نہ ہو معلوم نہیں لیکن "مجھے ڈاکٹر بننا ہے" ایک ایسا مقصد (Goal) ہے جو 100% آپ کے اپنے اختیار میں ہے اور اسے آپ محنت سے حاصل کر سکتے ہیں۔

پانچویں شرط: آپ کے مقاصد بڑے ہوں چھوٹے چھوٹے ہدف آپ کی شخصیت کو چار چاند نہیں لگاتے نہ آپ کو عمل پر بھی نہیں ابھارتے بڑے مقاصد آپ کے اندر جوش و جذبہ بھر دیتے ہیں۔ لوگ صرف بل ادا کرنے، بچوں کی فیس ادا کرنے اور گھر چلانے کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے کام کرتے ہیں اس لیے وہ سرد جذبات کے مالک ہوتے ہیں۔ اگر ایک شخص بہت سا پیسہ کمانے اور زندگی کو پر لطف بنانے کا سوچے تو وہ جذبے سے کام کرے گا۔ اس لیے کہتے ہیں کہ

"Always Shoot the Moon"

طالب علم صرف پاس ہونے کے لیے پڑھائی کرتے ہیں، حالانکہ انھیں ٹاپ کرنے کے لیے محنت کرنی چاہیے۔ یہ مقصد ان کے اندر ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا کر دے گا۔

چھٹی شرط: آپ کے مقاصد مثبت طرز فکر پر مبنی ہوں۔ مثلاً آپ بیمار ہونے سے بچنے کی جگہ صحت مند ہونے کا ہدف طے کریں۔

Anthony Robbins کا کہنا ہے کہ

"لوگ [illegible] نہیں ہوتے ان کے مقاصد بے کار اور [illegible] ہوتے"

آخرت بنانے کے لیے دنیا چھوڑ دیتے ہیں۔ اپنی حقیقی ذمہ داریوں کو نظر انداز کرنا بھی
[illegible] ایک رہبانیت ہے۔ دنیا کے کاموں میں اگر آپ کی نیت اچھی ہے تو آپ نیکی کر رہے
ہیں۔ چاہے آپ دکان پر بیٹھے ہوں، دفتر میں موجود ہوں، پڑھا رہے ہوں یا پڑھ رہے
ہوں۔ دین اور دنیا الگ الگ نہیں ہیں بلکہ دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا میں ہر وہ کام
جو آپ اچھی نیت سے کر رہے ہیں آخرت میں اس کا صلہ پائیں گے۔ اس لیے صرف
عبادت میں گم ہو جانا ایک غیر متوازن زندگی کی علامت ہے اس لیے آپ اپنے کام کو
عبادت بنائیں۔

ہمارے نوجوانوں کی بڑی تعداد مختلف کھیلوں کے حوالے سے بہت جذباتی
نظریات رکھتی ہے۔ کرکٹ کھیلنے والے سکولوں اور کالجوں کے نوجوان گرمیوں کی تیز
دھوپ میں کرکٹ کھیل کے اپنا رنگ کالا کر رہے ہوتے ہیں اور تعلیم کا ستیاناس کر کے
اپنا مستقبل بھی تاریک کر لیتے ہیں۔ ہر نوجوان عمران خان نہیں بن جاتا، ہر کوئی گیند کو
میانداد کی طرح سٹیڈیم سے باہر نہیں پھینک سکتا۔ باڈی بلڈر حضرات اپنے جسم کی
خوبصورتی پر سرمایہ اور وقت برباد کر دیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کھیل کے لیے
بھی انسان کو [illegible] ہونا چاہیے۔ صرف کھیل اور میچ ہی زندگی نہیں۔

اسلام پیسے کمانے کو برا نہیں سمجھتا لیکن پیسے کی محبت کو برا ضرور کہتا ہے۔ لوگ پیسے
کماتے ہوئے اپنی زندگی کے تمام شعبوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان کے لیے بیوی،
بچے، صحت، سکون اور رشتے دار کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ وہ زندگی کو دو جمع دو چار بنا کر رکھ
دیتے ہیں۔ صرف پیسہ کامیابی نہیں۔ بڑے بڑے سیٹھ پیسے کی فراوانی کے باوجود ہزار
[illegible] میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پیسے کے لالچ سے انسان کی عمر میں برکت ختم ہو
جاتی ہے۔ [illegible] سب کچھ ہوتا ہے تو امیروں کو رات کو نیند کی گولی کے لیے
[illegible]

[illegible]

ہیں۔ اچھا حافظہ اور ذہانت رکھنے والے بے شمار نوجوانوں کی شخصیت کتابوں کے بوجھ تلے اتنی دبی ہوتی ہے کہ عملی زندگی میں وہ ہیرو کی بجائے زیرو ہوتے ہیں۔ کلاسز میں دیکھا گیا ہے کہ عموماً بہت زیادہ کتابی کیڑے کے دوست اور تعلقات بہت کم ہوتے ہیں ایسے نوجوان سماجی لحاظ سے بیمار ہوتے ہیں۔ ڈگریوں کے پلندے اور میڈلز بھی ان کو عملی زندگی میں ایک کامیاب شخص کی حیثیت نہیں دے پاتے۔

ہمارے کئی محترم دوستوں کو سماجی کارکن بننے کا شوق ہوتا ہے۔ ایسے لوگ دوسروں کے کام کروانے کے لیے بھاگتے پھرتے ہیں۔ ان کی لاتعداد دوستیاں ہوتی ہیں۔ لیکن ایک بھی دوست نہیں ہوتا۔ یہ لوگ دوسروں کی زندگی بناتے بناتے اپنی زندگی کو تباہ کر لیتے ہیں۔ ان کے پاس اپنے خاندان کے لیے کوئی وقت نہیں ہوتا۔ غیر منظم شخصیت کے باعث یہ زندگی کے آخری ایام لوگوں کی بے وفائی، بے تذکرگی اور غربت سے مقابلہ کرکے گزارتے ہیں۔

اگر آپ کے مقاصد اور اہداف صرف ایک شعبہ کے حوالے سے ہیں تو آپ ناکام اور غیر منظم شخصیت کے مالک بن جائیں گے۔ زندگی کے اہم ترین شعبہ جات یہ ہیں۔

1۔ مالیات (Financial)　　2۔ صحت (Health)

3۔ خاندان (Family)　　4۔ کیریئر

5۔ سروس یا خدمت　　6۔ آپ کی اپنی ذات (Self)

7۔ دین اور روحانیت

اگر آپ ان میں توازن برقرار نہیں رکھیں گے تو آپ حقیقی کامیابی کے مفہوم سے آگاہ نہیں ہو پائیں گے۔ ان میں سے کسی بھی شعبے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ اپنے ملک کے ساتھ [illegible] کرتے ہیں۔ آپ پر سب سے زیادہ حق فیملی کا ہے۔ پسندیدہ پیشہ (Career) منتخب کیے بغیر آپ قید با مشقت کاٹیں گے۔ اس لیے یہ بھی زندگی کا بہت اہم شعبہ ہے۔ آپ کی دولت اور کامیابی کسی کام کی نہیں اگر یہ دوسروں کی مدد اور آسانی کے لیے استعمال نہیں ہو رہی۔ اس لیے خدمت کرنا بہت ضروری ہے۔ آپ بہت قیمتی انسان ہیں سب کچھ آپ کے اپنے دم سے ہے اس لیے آپ کو آرام کی ضرورت ہے اور تفریح کی بھی۔ آپ اپنے جسم کو توانائی فراہم کرنے کے لیے اچھی خوراک کھا سکتے ہیں اور ذہن کو طاقت دینے کے لیے اچھی کتاب پڑھ سکتے ہیں۔ آخر میں یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ آپ کے تمام شعبوں کی کامیابیاں کسی کام کی نہیں جب آپ کا مالک (اللہ تعالیٰ) ہی آپ سے راضی نہیں۔ اپنی کامیابی کے لیے اسی مالک کو سب سے بڑا مانتے ہوئے اس سے دعا کریں اور جب کامیابی مل جائے تو اس مالک کا شکر ادا کرنے کے لیے اس کی عبادت کریں۔ ان تمام شعبوں کا توازن ہی ہمیں اندرونی سکون کا احساس اور حقیقی خوشی سے آشنا کروائے گا۔

OO

کامیابی اور خوشحالی حاصل کرنے سے پہلے

ہم چاہتے ہیں کہ پوری دنیا ہماری صلاحیتوں کو مانے۔ ہم ہر میدان میں فتح کا جھنڈا گاڑیں اور ہر خاص و عام میں ہماری شہرت ہو۔ لوگ ہمیں عزت دیں۔ ہم معاشرے کے لیے ایک اہم فرد ہوں۔ گھر سے لے کر شہر کے تمام افراد ہماری تعریف کریں اور ہمارا نام تاریخ کی کتابوں میں رقم ہو لیکن ان تمام خواہشات کو حاصل کرنا ناممکن لگتا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمیں People Approval حاصل نہیں ہوتا۔ یہ جاننے کے لیے آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھیں اور خود اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا آپ واقعی ہی اس قابل ہیں کہ پوری دنیا آپ کے قدموں تلے ہو؟ یقین فرمایئے کہ اگر آپ سچ بولیں تو آپ کا جواب ''نہیں'' ہوگا۔ اب آپ خود بتائیں کہ اگر آپ خود اس بات کا یقین نہیں رکھتے کہ آپ کامیاب اور شہرت یافتہ (Reknown) ہونے کے قابل ہیں تو آپ کی یہ خواہش فقط خواہش ہی رہے گی کبھی حقیقت نہ بن پائے گی۔ کیونکہ کسی بھی کارنامے کے حوالے سے یہ یقین کہ ''میں یہ سرانجام نہیں دے سکتا'' ہے۔ آپ کو ہمیشہ ناکام کرتا ہے۔ اگر آپ کو خود پر یقین نہیں تو دنیا آپ پر کیسے یقین کرے گی۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ Self Approval کے بغیر People Approval حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ آپ اپنی ذات کو قابل احترام نہیں سمجھتے تو کوئی اور آپ کی عزت نہیں کرے گا۔ آپ خود کو صحیح نہیں مانتے تو لوگوں میں آپ کی قدر و قیمت

[illegible] نہیں ہوتی۔ اس لیے آپ کے اندر اپنی صلاحیتوں، اپنے کام اور اپنی کامیابی کے حوالے سے پختہ یقین ہونا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ

"Believe it, Achieve it"

کامیاب اور ناکام لوگوں کے عقائد، نظریات اور Belief میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ہمارے عقائد ہمارا لاشعوری انتخاب ہوتے ہیں۔ یہ ہماری زندگی کے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

ہمارے عقائد ہماری سوچ اور عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان کو بدلے بغیر کچھ بھی بدلنا ممکن نہیں ہے۔ یہ ایک دن میں نہیں بنتے بلکہ کئی سالوں کے واقعات اور تجربات ان کو ایک بڑے پہاڑ کی مانند مضبوط بنا دیتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ یقین ہے کہ کامیابی محنت سے نہیں قسمت سے ملتی ہے تو آپ محنت کے لیے کبھی تیار نہیں ہوں گے، قسمت کا انتظار کرتے ہوئے عمر گنوا دیں گے اور یہ ایک یقین آپ کو ناکام کرے گا۔

ہمارے عقائد اُن لوگوں سے مشابہت رکھتے ہیں جن سے ہم بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ایک کامیاب انسان کے عقائد بہت پختہ اور پیداواری Produtive ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ دوسروں سے جلدی کامیابی کی تمام منازل طے کر جاتا ہے۔ عقائد کو Commanding Power بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ آپ کی ذہنی اور جذباتی حالت کو سنبھالنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ آپ کے عقائد بننے میں درج ذیل محرکات کا عمل دخل ہوتا ہے۔

1۔ ابتدائی ماحول: بچہ جو کچھ دیکھتا ہے اُس پر یقین کر لیتا ہے ایک بچے کے پاس درست انتخاب کی صلاحیت نہیں ہوتی اس لیے اس کو فراہم کردہ ماحول اس کے نظریات اور عقائد بنانے میں اپنا حصہ ڈال دیتا ہے۔

2۔ [illegible]

کو احمق، بے وقوف، نالائق اور نا سمجھ کہہ کر اس کے اندر یہ یقین پختہ کر دیتے ہیں کہ وہ احمق اور نالائق ہی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچے کو محبت دیں اور تنقید کا نشانہ نہ بنائیں۔

3۔ میڈیا آپ جو کچھ بار بار سنتے ہیں اُس پر آپ کا یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ میڈیا (T.V,Radio,Newspaper) آپ کے عقائد بنانے والا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کا میڈیا صرف تفریح (Entertainment) فراہم کر رہا ہے یا سیاسی تبصرے جسکی وجہ سے نوجوانوں کی شخصیت سازی کا عمل نہیں ہو رہا۔ میڈیا کے شعبے نے ابھی اصل مشن کو ٹارگٹ نہیں بنایا جس میں نوجوانوں کی Personality Development اور کامیابی کے نظریات اور افکار کا پرچار شامل ہے۔

4۔ دوست احباب: آپ کے قریبی لوگ آپ کے نظریات اور عقائد پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ آپ کا ان سے اعتماد کا رشتہ بنا ہوتا ہے۔ اس لیے آپ ان کی باتوں کو جانچے بغیر درست مان لیتے ہیں۔

5۔ اشتہارات: آپ کی ذات سے متعلق لاتعداد فرسودہ اور بے ہودہ عقائد ان اشتہارات کی وجہ سے بن جاتے ہیں جن کو آپ روز پڑھتے ہیں۔ اس کی بہترین مثال نیم حکیم اور عامل باووں کے اشتہارات ہیں جو ہر اخبار اور دیوار کی زینت بنے ہوئے ہیں اور ان کی تباہ کاری یہ ہے کہ ہمارے ملک کا ہر نوجوان خود کو کمزور و ناتواں سمجھتا ہے اور ہر دوسری عورت کا اس بات پر یقین مستحکم ہو چکا ہے کہ مجھ پر جادو کیا گیا ہے۔

6۔ واقعات، تجربات اور حادثات: ہماری زندگی کے [illegible]

7۔ [illegible] آپ کی کامیابی میں بہت بڑا کردار آپ کے اُستاد، گرو، مرشد یا رہبر یا Mentor کا ہے کیونکہ آپ اُس کو Ideal مانتے ہیں اُس کی بتائی ہوئی بات آپ کے لیے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اگر اُستاد نالائق بچے میں فقط یہ یقین پیدا کر دے کہ وہ لائق ہو سکتا ہے تو بچے کی تقدیر بدل جاتی ہے۔

زیادہ تر لوگ بینائی کی بجائے اعتماد اور یقین کے سہارے چلتے ہیں آپ کا یقین ہی روشنی دکھانے والا نہ ہو تو تاریکی آپ کا مقدر بن سکتی ہے۔

آج کے دور کی خوش قسمتی دیکھیے کہ ماہرین کی ریسرچ اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ آپ اپنے عقائد، نظریات اور Beliefs کا شعوری انتخاب کر سکتے ہیں۔ کامیابی اور خوشحالی حاصل کرنے سے پہلے آپ کو اُن بہترین نظریات اور عقائد کا انتخاب کرنا پڑے گا جو آپ کی کامیابی کو یقینی بنائیں۔

○○

[illegible] ابتدائی [illegible] بہت اہم ہوتی ہیں۔ یہ ہمیں [illegible] طور پر پختہ کر دیتی ہیں۔

اسی طرح کئی لوگ مستقبل کے خوابوں میں گم رہتے ہیں۔ مستقبل کی ابھی کوئی حقیقت نہیں، کل کس نے دیکھا ہے۔ کل کی فکر نہ کریں۔ کل جب آئے گا تب دیکھا جائے گا۔ آپ کی اصل دولت "آج" ہے۔ دوسرے الفاظ میں موجودہ وقت (حال) کیوں کہ آپ حال کو بدل کر اپنے مستقبل کو شاندار بنا سکتے ہیں۔ وہ وقت دور نہیں جب یہ وقت ختم ہو جائے گا۔ آنے والے وقت کو متاثر کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ حال میں جینا سیکھیں۔ واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں۔

"جس نے جوانی میں اپنے مستقبل کا خیال رکھا،

اسے بڑھاپے میں حسرتوں کا شمار کم ہی کرنا پڑتا ہے"

ہر لمحہ، ہر دن اور ہر سال آپ کو اللہ حافظ کہہ رہا ہے۔ اہم بات یہ نہیں ہوتی کہ آپ کتنے [illegible] اور کتنے لمحات زندہ رہے ہیں بلکہ اہم یہ ہوتا ہے کہ آپ نے کتنے لمحات اور پلوں میں زندگی بھر دی ہے اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے۔ سب سے قیمتی موجودہ لمحات ہیں۔ حال میں رہتے ہوئے محنت اور کوشش کریں آپ کا مستقبل [illegible] ہو جائے گا۔ ماضی یاد ہے اور مستقبل خواب، صرف حال ہی حقیقت ہے۔ حال آپ کی توجہ کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ عقل مند ماضی کا ماتم کرتا ہے نہ مستقبل کی فکر بلکہ وہ حال [illegible] اس لیے وہ بے خوف ہو کر جیتا ہے۔ بے فکری بھی ایک نعمت سے کم نہیں۔

[illegible] دماغی طور پر غیر حاضر ہوتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

غرق ہوئے ہوتے ہیں اس لیے وہ زندگی سے صحیح طور پر لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ ایسے بندے سے بات چیت کرکے آپ خود بھی اُداس ہو جاتے ہیں۔ اداسی اور مایوسی اس کی توانائی کو بکھیر دیتی ہے۔ پرسکون حالت میں ذہن زیادہ توانا ہوتا ہے۔ انسان پرسکون تب ہی ہوتا ہے جب وہ حال میں رہنا سیکھتا ہے۔ دنیا کے تمام روحانی سکول حال میں رہنے کی تبلیغ کرتے ہیں کیونکہ اس طرح آپ اپنی صلاحیتوں سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مستقبل کی پریشانیوں کو دور بھگا دیں۔ آج میں رہنا سیکھیں اور قناعت کرتے ہوئے زندگی گزاریں یاد رکھیں ہمارے پاس جو کچھ ہے اس پر قانع ہونا درست ہے لیکن ہم جو کچھ ہیں اس پر قناعت کرنا ہرگز درست نہیں۔ ماضی اور مستقبل سے بے نیاز ہو کر کام کریں۔ آج کو بہتر کریں کل خود بخود بہترین ملے گا۔ وہ مالک جس نے آپ کو کل رزق دیا اور آج بھی آپ کو رزق دے رہا ہے وہ یقیناً آئندہ بھی آپ کو رزق فراہم کرتا رہے گا اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صبر کا دامن پکڑ کر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ سکون حاصل کرنے کے لیے مطمئن رہیے، آج میں جینا سیکھیے کیونکہ اطمینان سب سے بڑی دولت ہے۔ کل جو پھول کھلیں گے ان کے بیج آج آپ کے ہاتھ میں ہیں اس لیے آج ہی اُن کو بو دیجئے۔ آپ کو "کل" شاندار ملے گا۔ گوتم بدھ کہتا ہے کہ

"ہمارے مستقبل کا دارومدار ہمارے آج کے خیالات اور اعمال پر ہے"

جب تک آپ روشن اور قابلِ رشک مستقبل کے لیے سچے دل سے محنت نہیں کرتے آپ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ معجزات کا انتظار نہ کیجئے۔ زندگی عمل سے بنتی ہے معجزات سے نہیں۔ اپنے مستقبل کو جنت نظیر بنائیے اور آج سے محنت شروع کیجئے۔

کرنے کے بعد خوشگوار نتیجہ اپنا اپنا نصیب ہے۔

آج ہر نوجوان زندگی میں بڑی بڑی خواہشات لیے چلتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ صرف خواہش سے بات نہیں بنتی بلکہ کہا جاتا ہے کہ بڑی کامیابی کی قیمت کے دو ہی حصے ہوتے ہیں۔ اور دونوں حصوں کو پیشگی ادا کرنا پڑتا ہے ایک کامیابی کے لیے شدید خواہش یا جنون دوسرا سخت محنت اگر کسی کے پاس ذہانت کی انتہا بھی ہو لیکن اگر وہ کچھ کرنے کی شدید خواہش نہیں رکھتا تو وہ کچھ نہیں پا سکتا۔ دنیا کا تیز ترین اُڑنے والا سپر سانک جہاز بھی بغیر ایندھن (Fuel) کے نہیں چل سکتا۔ بالکل اسی طرح کامیابی کا ایندھن بھی خواہش ہے۔ لہو گرم رکھنے کے لیے جھپٹنا پلٹنا اور پلٹ کے جھپٹنا پڑتا ہے کاتبِ تقدیر بھی کامیابی اُن کے مقدر میں لکھتا ہے جو کشتیاں جلا کر سفر کرتے ہیں۔ کچھ بن جانے کا جذبہ اُن کو چین نہیں لینے دیتا۔

ایک دفعہ سقراط کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے ایک عجیب سوال کیا کہ "آپ کے پاس اتنا علم ہے لوگ آپ کو "پیغمبر عقل و خرد" کہتے ہیں اور دنیا آپ کی دیوانی ہے" یہ سارا علم یہ دانائی یہ فہم و فراست اور یہ عقل آپ نے کہاں سے پائی؟ تو سقراط نے کہا چل میرے ساتھ دریا پر کیونکہ اس سوال کا جواب میں تجھے دریا پر ہی پیش کر دے سکتا ہوں۔ وہ شخص اور سقراط دریا پر پہنچے۔ سقراط نے کہا اس پانی کو غور سے دیکھ اس میں تیرے سوال کا جواب ہے وہ شخص غور سے پانی کی سطح کا مطالعہ کرنے لگا لیکن کچھ سمجھ نہ [illegible] تو کوئی جواب نہیں ملا تو سقراط نے کہا اور غور سے دیکھ جواب صاف نظر آ جائے [illegible] نے آنکھیں اور پانی کے قریب کر دیں اس کے ساتھ ہی سقراط نے اس [illegible] پانی میں ڈبو دیا۔ اس شخص کو بہت [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]

آپ غلط کہہ رہے ہیں آپ تو مجھے مارنے لگے تھے سقراط نے کہا اچھا مجھے یہ بتا جب تیرا سر پانی میں ڈوبا ہوا تھا تو تیری سب سے بڑی خواہش کیا تھی تو ۔۔۔ بولا یہ کہ میں زندہ بچ جاؤں۔ سقراط بولا جس طرح ایک مرنے والے کے پاس صرف ایک خواہش ہوتی ہے کہ میں بچ جاؤں بالکل اس طرح میری ہر لمحے خواہش ہوتی ہے کہ میں مزید علم سیکھ لوں اسی شدید خواہش کے بدلے علم ودانش اور فہم وفراست میری گھر کی باندی ہے۔

OO

بڑی کامیابی کی قیمت (دوسرا حصہ)

انسان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوقات میں سب سے افضل مخلوق ہے۔ بظاہر تمام انسان ایک جیسے محسوس ہوتے ہیں سب کے جسم کے اعضاء ایک جیسے ہیں لیکن ہر ایک انسان کا مزاج دوسرے سے جدا ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر اپنے تصوراتی آنکھوں سے دنیا کو مختلف انداز سے دیکھتا ہے۔ ایک فرد جو محسوس کرتا ہے اسی کو وہ حقیقت سمجھتا ہے دوسرے کا احساس بھی جدا اور حقیقت بھی الگ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا مسائل اور پریشانیوں کی آماجگاہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ دنیا ایک میلہ ہے اور اس میلے میں ہر کوئی اکیلا ہے۔ کسی کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ دنیا بے رحم اور بے وفا ہے کوئی کہتا ہے کہ دنیا نے کسی کو کچھ نہ دیا۔ کسی کا یقین ہے کہ یہ دنیا خوبصورت خوشیوں بھرا ایک باغ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حقیقت کیا ہے کیونکہ ہر کسی کا تجربہ اور احساس جدا ہے اس لیے ہر ایک کے لیے حقیقت بھی مختلف ہے۔

دنیا کے انتہائی کامیاب لوگوں پر کی جانے والی ریسرچ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ [illegible] اس دنیا کے مسائل اور رستے کی رکاوٹوں کے حوالے سے [illegible] [illegible]

جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز مفت میں نہیں ملتی حتیٰ کہ بھیک کے لیے بھی اپنی عزت نفس فروخت کرنا پڑتی ہے۔ اسی طرح کامیابی بھی مفت نہیں ملتی اس کے لیے بھی آپ کو اس کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ اس قیمت کا پہلا حصہ وہ جنون ہے جو آپ کو چین نہیں لینے دیتا اور کامیابی کی قیمت کا دوسرا حصہ وہ سخت محنت ہے جو آپ استقامت کے ساتھ منزل کو پانے کے لیے کرتے ہو۔ ماہرین کے مطابق اکثر لوگ باصلاحیت ہوتے ہیں اور خدا نے ان کو کئی خوبیوں سے بھی نوازا ہوتا ہے لیکن وہ محنت کے عادی نہیں ہوتے۔ اسی وجہ سے ناکام ہو جاتے ہیں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ محنت کرنے والے اور مستقل مزاج انسان کے پاس کامیابی کے زیادہ مواقع آتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جو ثابت قدم رہا خدا اس کے ساتھ ہے" ناکامی یہ نہیں ہے کہ بہت سی مشکلات آپ کا راستہ روکے کھڑی ہیں ناکامی کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان کا سامنا کرنے کی ہمت کھو چکے ہیں اور میدان چھوڑ کے بھاگ رہے ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ

"محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہے اور سست کے سامنے کنکر پہاڑ"

[illegible] بلندی پر جانے کے لیے بنیادوں کو مضبوط کرنا پڑتا ہے اور بنیادیں محنت اور مستقل مزاجی سے مضبوط ہوتی ہیں۔ آج تک دنیا کا کوئی ادارہ یا فرد [illegible] کامیاب نہیں ہوا استقامت ہی کرامت پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت طاقت ور بنایا ہے۔ انسان اگر ہمت کر کے کسی کام کی ٹھان لے تو [illegible] تک پہنچاتا ہے انسان ناکام تب ہوتا ہے جب وہ خود کو ناکام سمجھ [illegible] کے لیے مشکلات آسان ہو جاتی ہیں آج نوجوان ایک دو بار کی ناکامی [illegible]

[illegible]

یعنی محنت کرنا ہی کامیابی اور خوشحالی کے مترادف ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ محنت عظمت ہے اور عظمت مستقل مزاج انسان ہی کو ملتی ہے۔

OO

آپ پاکستان میں رہتے ہوئے بھی کامیاب ہو سکتے ہیں

لاہور شہر کے مشہور علاقے گوالمنڈی کی گلیوں میں ایک بی اے پاس نوجوان دوست واحباب کے ساتھ بیٹھ کر خوش گپیاں لگانے میں مصروف ہوتا اور کبھی لاہوری کھانوں سے لطف اندوز ہوتا لیکن کسی کو خبر نہیں تھی کہ وہ نوجوان اپنی محنت، بہترین اخلاق اور ہمدردی کے جذبے سے لبریز دل کے ساتھ آئندہ وقتوں میں پاکستان کا دو مرتبہ وزیراعظم بنے گا۔ پورا ملک اسے عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہ ایک طویل جلاوطنی کے باوجود بھی عوام کے دل کی دھڑکن بنا رہے گا۔ [illegible] غریبوں کو [illegible] سے نوازے گا اور لوگ اسی نواز شریف کے نعرے لگائیں گے۔

نوجوان اپنے پورے تعلیمی Career میں بہت اعلیٰ نمبر اور پوزیشن حاصل نہیں کر سکا لیکن اس کے دل میں ایک خواہش جنون بن کر انگڑائیاں لے رہی تھی کہ میں نے اپنے ملک پاکستان کے لیے [illegible]

[illegible]

کو منانے کے لیے اُس نے بہت محنت کی لیکن خدا تعالیٰ نے اُس کو ایک بہت بڑے مشن کی تکمیل کے لیے بھیجا تھا۔ اُس کے پاس ہر انسان کے لیے ہمدردی اور محبت تھی۔ دوسروں کی بے لوث مدد کرنے سے اُس کی روح کو چین ملتا تھا۔ اُس کی محنت ایک دن رنگ لے آئی اور [illegible] دنیا کا سب سے بڑا ایمبولینس موبائل سسٹم بنانے میں کامیاب ہو گیا اُس کا نام گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں بھی درج ہوا اور اُس کی محنت اور ہمت کی بدولت ''ایدھی'' نام کا ایک بڑا فلاحی ادارہ پورے مُلک میں سرگرم عمل ہو گیا۔ ہم سب محترم عبدالستار ایدھی صاحب کے شکر گزار ہیں کہ وہ انسانیت کے لیے اتنی خدمت کر رہے ہیں۔

اُسے بچپن سے ہی پڑھنے کا بہت شوق تھا لیکن گھر کے حالات اُس کی پڑھائی میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔ والد صاحب ایک مزدور تھے اس لیے وہ اُن کے تعلیمی اخراجات کو برداشت نہ کر سکے۔ آخر اُس نے دودھ بیچنا شروع کر دیا اور تعلیمی اخراجات کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ دودھ بیچنے کا سلسلہ کالج تک جاری رہا۔ اُس کی استقامت اور محنت رنگ لے آئی۔ وہ ایک کامیاب وکیل اور سیاستدان بن گیا۔ کامیابی کا یہ سلسلہ یہیں نہیں رُکا بلکہ دودھ بیچنے والا نوجوان پاکستان کی مختلف وزارتوں اور عہدوں پر فائز رہنے کے بعد آخر کار اس ملک کا وزیراعظم بنا۔ ملک معراج خالد اتنے بڑے عہدوں کو حاصل کرنے کے باوجود بھی سادگی اور سخاوت کو ساری زندگی نہ چھوڑ سکے۔

[illegible] شریف صاحب جب امرتسر سے لاہور تشریف لائے تو [illegible]

یقین ہو۔ انسان کل کا انتظار بھی اُمید کے سہارے کرتا ہے ورنہ ایک ایک پل اُس کے لیے کانٹا بن جاتا ہے۔ آئیے آج سے اُمید کی شمع کو روشن کریں اور اپنی ناکامیوں کو خوش دلی سے قبول کریں تاکہ ہماری کامیابی ہمیں فراخ دلی سے قبول کرلے۔

OO

اپنی سوچ بدلیں زندگی خود بدل جائے گی

سوچ بدل سکتے ہیں۔ ایک اچھا انسان بننے کے لیے اچھا اور مثبت سوچنے کی بہت ضرورت ہے۔

''نیک گمان رکھنا عبادت کا حصہ ہے''

اگر آپ اپنی کارکردگی کو بہتر کرنا چاہتے ہیں تو ایسی سوچ اپنائیں جو آپ کی صلاحیتوں کو ابھارے۔ وہ لوگ جو آپ سے بہتر حالت میں ہیں ان کے ساتھ گفتگو کیجیے اور ان کے خیالات اور سوچ کو اپنایئے آپ کو بھی ان جیسے نتائج ملنا شروع ہو جائیں گے۔ سوچنا ایک فن ہے منفرد سوچ آپ کو منفرد بنا سکتی ہے چلیں آپ اچھا نہیں سوچ سکتے تو برا بھی مت سوچیں۔ منفی سوچ دیمک کی مانند ہے جو آپ کی ذات کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ یہ آپ کی خوشیاں چھین لیتی ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ پائیدار اور دیرپا لکڑی ٹیک کی ہے۔ ایک وہ دیمک نہیں لگتا کیونکہ دیمک اس کے ذائقے کو پسند نہیں کرتی۔ آپ بھی منفی سوچ جو کہ دیمک کی مانند ہے کو اپنے قریب نہ آنے دیں۔ اس طرح آپ مضبوط شخصیت کے مالک بن جائیں گے۔

ہر سوچ ایک بیج کی مانند ہے اور آپ کا ذہن ایک باغ کی طرح ہے۔ آپ نے اس باغ میں اپنی مرضی کے پھولوں والے پودے نہ بوئے تو غیر ضروری جھاڑیاں اور کانٹے اگنے لگیں گے۔ ایک سوچ ایک عمل کو جنم دیتی ہے جب آپ کوئی عمل بار بار کرتے ہیں تو یہ آپ کی عادت بن جاتا ہے آپ کی عادت پختہ ہو جائے تو وہ آپ کے کردار کو جنم دیتی ہے اور آپ کا کردار آپ کی تقدیر بناتا ہے اس لیے اپنی تقدیر بدلنے کے لیے آپ کو اپنی سوچ بدلنا ہوگی۔ بہتر سوچ بہتر رویے کو پیدا کرتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ:

"Our Attitude Determines our altitude"

[illegible]
[illegible]

اسباب آپ کے ساتھ ہوں گے آپ تمام طرح کی فکروں سے آزاد ہو کر ایک پر
سکون والی زندگی گزار رہے ہوں، آپ کی زندگی دوسروں کے لیے فائدہ مند بن جائے
اور آپ ایک مثالی انسان بن جائیں۔ جب تک آپ اس طرح کی فائدہ مند سوچیں
اپنے اندر داخل نہیں ہونے دیں گے آپ کی زندگی نہیں بدلے گی۔ بڑا سوچنے کیونکہ کہا
جاتا ہے کہ "Think more, get more" یہ زندگی ان لوگوں کو محدود نتائج دیتی
ہے جو محدود سوچ اپناتے ہیں۔

یہ اصول یاد رکھیں کہ فقط ایک بار سوچنے سے بات نہیں بنتی۔ متواتر سوچنے کیونکہ
دنیا کے تمام بڑے لوگ دن میں کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔
آپ بار بار سوچیں کہ آپ نے کیا حاصل کرنا ہے۔ اس طرح یہ سوچ آپ کے اندر
چھپے ہوئے جن کو جگا دے گی۔ یہ جن آپ کا لاشعور ہے۔ لاشعور جس خیال اور سوچ کو
ایک بار پکڑ لے تو وہ اسے حاصل کر کے ہی رہتا ہے۔ اس کو فعال (Active) کرنے
کے لیے آپ کو بار بار اپنی کامیابی کے متعلق سوچنا ہوگا۔ آپ پہلے یہ سوچیں کہ آپ نے
آئندہ سے کیا سوچنا ہے۔ اگر ایک شخص درست انداز میں سوچنے کے فن سے آشنا ہو
جائے تو یقیناً اس نے زندگی گزارنے کا فن سیکھ لیا۔

OO

کون ہارا کون جیتا؟

ہار جیت تو زندگی کا حصہ ہوتی ہے۔ جیت کا لطف بھی ہارنے کے بعد ہی آتا ہے۔ ہار سے گھبرا کر بھاگنے والے کامیاب کھلاڑی ثابت نہیں ہوتے۔ اہم یہ نہیں کہ آپ ہار گئے یا جیت گئے بلکہ اہم یہ ہے کہ آپ کا رویہ مثبت رہا یا منفی۔ بے شمار لوگ ہار سے بچنا چاہتے ہیں کیونکہ انہیں ہارنے سے شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جیت کی قیمت تو کئی بار ہارنے سے ادا کی جاتی ہے۔ ماہرین کی ریسرچ کے مطابق جیتنے والے (Winners) اور ہارنے والے (Quitters) کے رویے کا فرق ہی اُن کی منزلوں کو جدا کر دیتا ہے۔ زندگی مسائل اور مشکلات کا مجموعہ ہے۔ ان مسائل کا موجود ہونا اہم نہیں بلکہ ان کے حوالے سے ہمارا رویہ بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ہمارا رویہ ہی ہماری کامیابی یا ناکامی کا تعین کرتا ہے۔ خواب کون نہیں دیکھتا؟ خواب دیکھنا جرم بھی نہیں لیکن ناکام اور ہارنے والے صرف نیند میں خواب دیکھتے ہیں جبکہ جیتنے والے خود کو خواب جاگنے پر مجبور کر دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں اصل کمال اس بات میں ہے کہ اپنے خوابوں کو حقیقت کا روپ کیسے دیا جائے۔ مثبت رویے والا شخص اس لیے بھی مثبت جانا جاتا ہے کیونکہ اس کا درخت ہر موسم میں سرسبز اور پھل دار رہتا ہے۔ ہارنے والا ذرا سی [illegible] کو بدلنا چاہتا ہے لیکن لوگ [illegible]
[illegible]

ہارنے والے اور جیتنے والوں کے مزاج اور رویوں کے فرق کی وضاحت کچھ اس طرح سے کی جا سکتی ہے۔

1۔ دنیا میں 99 فیصد لوگ مسائل کا سامنا کرتے ہوئے مسائل کا حصہ بن کر اپنی تمام توانائی کھو بیٹھتے ہیں اس لیے وہ ہار جاتے ہیں۔ ایک فیصد لوگ "جیتنے والے" کہلاتے ہیں اور وہ اپنی توانائی "حل" پر لگا دیتے ہیں اور آخر کار "حل" پا بھی لیتے ہیں۔

2۔ ہارنے والوں کو کھیل کے میدان سے ڈر لگتا ہے۔ وہ ٹیم (Team) کا حصہ بننے سے ڈرتے ہیں۔ انھیں صرف رائے اور مشورے دینے میں لطف محسوس ہوتا ہے۔ جیتنے والے ٹیم کا حصہ بن کر سخت محنت کرتے ہیں اور آخر کار کامیاب ٹھہرتے ہیں۔

3۔ جیتنے والے ان چیزوں سے مطمئن نہیں ہوتے جو خود بخود ان تک پہنچ گئی ہیں بلکہ وہ نئی دنیا خود بنانے کے قائل ہوتے ہیں۔ ہارنے والے چاہتے ہیں کہ ان کے کام خود بخود ہو جائیں اور دوسرے ان کی مدد کرتے رہیں۔

4۔ جیتنے والوں کا ایمان ہوتا ہے کہ جب انسان اپنی تمنا کی تکمیل کے لیے ارادہ کر لے تو کائنات کی وسعتیں اس کے دائرہ کار میں شامل ہو جاتی ہیں۔ عمر، بیماری، سستی، مفلسی اور منفی حالات جیسی کوئی رکاوٹ ان کو خواہش کی تکمیل سے روک نہیں سکتی۔ ہارنے والے کے پاس دنیا کی ہر چیز کا گلہ ہوتا ہے اس لیے وہ ہر موقع کو بھی رکاوٹ بنا کر کام ہو جاتا ہے۔

5۔ جیتنے والے Gain یعنی اپنے حاصل کو اور ہارنے والے Pain یعنی تکلیف کو [illegible] ہے۔ سمجھنے کی بات ہے کہ جو اپنے حاصل نتائج کو دیکھے گا وہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

6۔ [illegible] شخص اپنی جوانی کے ایام میں ہی کسی ہیرو (Hero) سے متاثر (Inspire) ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے رول ماڈل کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے جبکہ ناکام کے مطابق کوئی شخص اس قابل ہی نہیں کہ اُسے ہیرو مانا جائے۔ جو بہتری کی تعریف نہیں کرسکتا وہ خود کیسے بہتر بن سکتا ہے۔

7۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مشہور ترین لوگوں کو کامیابی سے پہلے دل توڑ دینے والی ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ اس لیے جیت گئے کہ وہ سینکڑوں ناکامیوں کے باوجود حوصلہ نہیں ہارے۔ دنیا ناکام لوگوں سے بھی بھری پڑی ہے وہ ایک دو بار کی ناکامی سے دل برداشتہ ہوکر رستہ چھوڑ گئے۔

8۔ بے وقوف یہ سمجھتا ہے کہ تمام لوگ ہار جائیں گے تو وہ جیت جائے گا۔ عقل مند سب کی فتح کو اپنی فتح سمجھتا ہے وہ Win-Win-Rule (سب کی جیت) کا قائل ہوتا ہے۔ اس لیے سب لوگ بھی اس کی جیت میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

9۔ ہر جیتنے والا مستقبل پر نظر جمائے آگے بڑھتا ہے اور ہر ہارنے والا ماضی کو کوستے ہوئے ناکام ہو جاتا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ ماضی صرف سبق سکھانے کے لیے آیا تھا۔

10۔ بے شمار لوگ نئی کام شروع کرتے ہیں اور یہ کہہ کر ترک کر دیتے ہیں کہ یہ کام ہمارے کرنے کے نہیں اس لیے وہ ناکام ٹھہرتے ہیں۔ دانا شخص چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہوئے بھی خوشی محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایک طویل سفر کی ابتدا بھی پہلا قدم اٹھانے سے ہوتی ہے۔

11۔ جیتنے والا شخص [illegible] کے لیے نرم الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ہارنے والا سخت الفاظ استعمال کرنے کا عادی ہوتا ہے۔

12۔ جیتنے والا [illegible]

کر لیتا ہے۔ ہارنے والا چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہٹ دھرم ہوتا ہے اور غلط پر سمجھوتا کر لیتا ہے۔

13۔ ہر جیتنے والا اپنی جیت کے لیے تیاری کرتا ہے اور ہارنے والا اپنی جیت کے لیے صرف انتظار کرتا ہے۔

ایک بات ذہن نشین کرلیں کہ ہار اور جیت کے انتخاب سے پہلے ہمیں ایک مثبت رویے کا انتخاب کرنا ہوگا۔ یہ تمام اصول اُس مثبت رویے کی تشکیل میں ہمارے معاون ہیں ان کو نظر انداز مت کریں۔ اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہے کیونکہ وہ خود بہترین مدد کرنے والا ہے آپ انشاءاللہ ضرور جیتنے والوں کی فہرست میں سرفہرست رہیں گے۔

OO

بچوں کی نفسیات

اکبر بادشاہ دربار میں موجود تھا اس نے ایک عجیب سوال دربار کے لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔ سوال یہ تھا کہ اس جہاں میں عظیم ترین کون ہے؟ سب درباری سوچ بچار کرنے لگے مگر کوئی مناسب جواب نہ بن پایا آخر بادشاہ نے خود کو ہی جہاں میں سب سے عظیم قرار دیا۔ خوشامد کرنے والے درباریوں نے ہاں میں ہاں ملا دی مگر بیربل نے ٹوکتے ہوئے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ سب سے بڑے نہیں ہیں ایک ہستی ایسی بھی ہے جو آپ سے بڑی اور عظیم ترین ہے۔ بادشاہ نے دریافت کیا وہ کون سی ہستی ہے تو بیربل بولا۔ پھر کبھی بتاؤں گا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد بیربل ایک معصوم بچے کو اٹھا کر دربار میں لے آیا اور بادشاہ اکبر سے کہا کہ یہ بچہ آپ سے بھی بڑی ہستی ہے۔ بادشاہ نے کہا یہ معصوم مجھ سے بڑی ہستی کیسے ہو سکتا ہے۔ بیربل نے بچے کو بادشاہ کی گود میں بٹھاتے ہوئے کہا آج میں یہ ثابت کر دوں گا۔ بچہ بادشاہ کے مقام و مرتبے سے ناآشنا تھا۔ اس نے معصومیت میں پہلے بادشاہ کی مونچھیں کھینچنا شروع کیں پھر کپڑے خراب کر دیے لیکن بادشاہ اس کی حرکتوں سے خوش ہوتا رہا۔ ایک دم بچے نے اکبر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دور محسوس کرتے ہیں۔

تمام بچے ایک ہی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں دنیا میں آنے والے بچے کا نہ تو کوئی مذہب ہے نہ قوم نہ عقیدہ اور نہ ہی فرقہ، یہ سب کچھ اُس کو دنیا نے دیا ہے۔ وہ اپنی معصومیت کی وجہ سے گناہ اور ثواب سے آزاد ہوتا ہے یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ اس خالی کتاب میں کیا داستان لکھ دیں۔ ہماری تربیت ہی اُسے بامِ عروج تک لے جا سکتی ہے اور ہماری کوتاہی اُسے مختار کی بجائے مجبور بنا سکتی ہے۔ آیئے اپنے مستقبل کو شاندار بنائیں اپنے حال کو بہتر بنا کر تاکہ حال بدحال نہ ہو اور مستقبل تابناک ہو جائے۔

OO

"دوست وہ ہوتا ہے جو غم کم کر دے اور خوشی زیادہ"

(حضرت واصف علی واصف)

آج ہی فیصلہ کریں کہ کس دوست نے غم کو کم کرتا ہے اور خوشی کو زیادہ تا کہ آپ کی طرف سے دوستی کا حق ادا ہو سکے۔

OO

[illegible] کرنے کی بجائے کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ جو لوگ ہر وقت کوئی نہ کوئی مسئلہ لیے بیٹھے رہتے ہیں اصل میں مسئلہ اُن کے اپنے ذہن میں ہوتا ہے میرا یقین ہے کہ کوئی آپ کو کسی کام سے روک سکتا ہے تو وہ آپ خود ہیں۔ ترقی کرنے والے لوگ صرف ان چیزوں پر غور کرتے ہیں جو ان کے اختیار میں ہوتی ہیں اور وہ انھیں بدل سکتے ہیں۔ آپ اپنا رنگ، نسل، پیدائش کی جگہ، قد کاٹھ، والدین، ماضی کی غلطیاں، موسم، ملک کے حالات، بُرے رویے کسی جسمانی کمزوری کو نہیں بدل سکتے اس لیے ان چیزوں کو سوچنے کی بجائے آپ اپنے رویے، یقین، علم، صلاحیتیں اور دنیا کو خود بدلنے کا سوچیے۔ دشمن کو پسپا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خود کو طاقت ور کر لیا جائے۔ اہم یہ ہے آپ بُرے حالات میں کس رویے کا انتخاب کرتے ہیں کامیابی چانس کی بات نہیں بلکہ یہ تو چوائس کی بات ہے۔ ہیلن کیلر کی یہ بات میری میز پر جلی حروف میں لکھی ہے کہ

”قدرت نے مجھے بہت کچھ عطا کیا ہے اور میرے پاس یہ سوچنے
کے لیے وقت نہیں ہے کہ مجھے کیا کچھ نہیں ملا۔“

اگر آپ خود اپنی حالت بدلنا نہیں چاہتے تو کوئی آپ کی حالت نہیں بدل سکتا۔ خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے ”ہم نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی جو خود اپنی حالت بدلنا نہیں چاہتی“۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر، لاکھوں ولی اللہ، ہزاروں مصلح، سینکڑوں بڑے لوگ بھی اُن کی حالت نہیں بدل سکے جو خود اپنی حالت بدلنا نہیں چاہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سگے چچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ ﷺ اور اللہ پر ایمان نہ لائے اور [illegible]

[illegible]

سخت اور سرد پتھر

انسان کی آنکھ کے آنسو اور دل کا نرم ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دلیل ہے۔
تکالیف اور مشکلات کا بار بار سامنا انسان کو مضبوط بھی بنا سکتا ہے اور کمزور بھی۔ کئی لوگ
کہتے ہیں کہ مشکلیں اتنی پڑیں کہ آساں ہو گئیں لیکن یہی مشکلات و مصائب اگر آپ کو
ایک سخت دل اور بے حس انسان بنا رہی ہوں تو آپ اپنی حالت زار پر نادم ضرور ہوں۔
ہمارے احباب میں سے ایک صاحب اپنے خیالات کو بیان کرتے ہوئے شدید بے
حسی کا مظاہرہ کر رہے تھے انھوں نے لاہور ہائی کورٹ بم دھماکے کا منظر اپنی آنکھوں
سے دیکھا تھا خدا نے ان کی زندگی محفوظ رکھی اور اب وہ اس بم دھماکے کی روداد کے
تبصرے جگہ جگہ زیر بحث لا رہے تھے۔ ان کی باتوں میں شہید ہونے والے
جوانوں کے لیے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ کیونکہ وہ بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ پولیس والے
بکے ہوئے ہیں ان کی نظر میں ان کے لہو کی کوئی قیمت نہ تھی [illegible] ان کے [illegible]
جذبات کو دیکھتے ہوئے مجھ سے رہا نہ گیا میں نے کہا "سر میں آپ کی رائے کا احترام
کرتا ہوں لیکن یہ سوچئے کہ ایک پولیس والا پولیس والا ہونے سے پہلے ایک انسان ہے
[illegible] اور تکلیف کو ایک انسان ہی محسوس کر سکتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

انسان کا ذہن بھی ایک گہرے تالاب کی مانند ہے جب کبھی کوئی متاثر کن بات یا واقعہ کنکر بن کر اس تالاب میں گرتا ہے تو تا دیر لہریں جذبات کے کناروں کو چھوتی رہتی ہیں۔ واپسی کے تمام راستے میں اسی ہمدردی اور احترام کی لہریں میرے جذبات کو گرماتی رہیں۔ اب میری گاڑی مال روڈ سے جی پی او کی طرف مڑ رہی تھی اور میرے بائیں طرف فٹ پاتھ پر شہید پولیس نوجوانوں کو خراج عقیدت پیش کرنے والوں نے بینرز، لاتعداد گلدستوں اور گلاب کے پھولوں کا ڈھیر لگا رکھا تھا۔ ایک انجان طاقت نے میری گاڑی کو روک دیا اور میں گاڑی سے باہر نکل آیا۔ ان پھولوں کے ڈھیر کے پاس کافی دیر گم صم کھڑا رہا۔ میرا جذبات کی لہروں پر اختیار ختم ہو گیا اور وہ لہریں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے آنکھوں کے رستے باہر آنے لگیں۔ اب میں رک نہیں سکتا تھا اس لیے واپس مڑنے ہی لگا کہ ایک خیال نے روک دیا کہ اپنے ان بھائیوں، جن کے خون کا رنگ مجھ سے مختلف نہ تھا، جو میرے اللہ اور میرے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کلمہ پڑھتے تھے، کے لیے میرے پاس پھولوں کا تحفہ تو ہے ہی نہیں اس لیے مجھے وہ سفید رومال جسے میرے آنسوؤں نے تر کر دیا تھا وہاں بڑی عقیدت اور احترام سے رکھنا پڑا کیونکہ اس سے بڑھ کر اس وقت میرے پاس کوئی نذرانہ نہ تھا۔

آقائے دو جہاں محمد مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”مسلمان جسدِ واحد (جسم) کی مانند ہیں۔ اگر جسم کا ایک حصہ درد میں مبتلا ہوتا ہے تو دوسرا حصہ بھی اس درد کو محسوس کرتا ہے“ لیکن آج کی حالت دیکھیں تو بہت تکلیف ہوتی ہے ہماری ہمدردیاں اور محبت افزائیاں بھی تعصب وتفریق کا شکار ہیں۔ ہم ہمدردی بھی مفاد کی خاطر [illegible] اور مہربان بھی غرض کے لیے ہیں بس یہی عذاب ہے۔ شاید ہے کہ ہماری [illegible] بھی ہے ایک محافظ کی موت، موت نہیں شہادت ہے۔ ہم بھول جاتے [illegible] موت [illegible] شہادت [illegible] ہے اس لیے [illegible] آپ کی [illegible] کے درد کو محسوس کرتے [illegible]

[illegible]

ناکامی کی وجوہات

اس دنیا میں زیادہ تر لوگ ناکام اور بہت کم لوگ کامیاب ہیں۔ دنیا کے نظام کو چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ قوانین اور اصول بنائے ہیں جن کے مطابق کچھ بھی خود بخود نہیں ہوتا۔ ہر عمل کا ردعمل ہے اور ہر منظر کا ایک پس منظر ہے۔ لوگ غور و فکر کرنے کے عادی نہیں اس لیے وہ ناپسندیدہ واقعات کا رونا روتے رہتے ہیں اور ان واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی اصل وجہ دریافت کیے بغیر وہ ہر کام کی تکمیل کو قسمت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ کامیاب ہونا آپ کا شعوری انتخاب ہے لیکن ناکامی لاشعوری طور پر آپ کے مقدر کا حصہ بن جاتی ہے۔ جس طرح کامیاب ہونے کے لیے مخصوص فلسفہ اور نظریات درکار ہیں اسی طرح ناکامی بھی بے وجہ آپ کے حصے میں نہیں آتی۔ ناکام انسان کی بدقسمتی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی ناکامی کی وجوہات جاننے کی کوشش نہیں کرتا۔ زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انمول تحفہ ہے اس کی قدر کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ زندگی گزارنے کے فن سے آشنا ہوں۔

[illegible]

خوف کامیابی کا سب سے بڑا دشمن

انسانی شخصیت کو تباہ و برباد کرنے والی اور کامیابی کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ خوف ہے۔ دنیا میں ہر انسان کسی نہ کسی خوف میں ضرور مبتلا ہوتا ہے۔ زیادہ تر لوگ حقیقی خوف کی بجائے فرضی خوف پال لیتے ہیں۔ یہ خوف اُن کی Self Respect کو ختم کر دیتا ہے اور Self Respect کی کمی ذاتی بہتری کے عمل (Process of Self Development) کو روک دیتی ہے۔ خوف زدہ انسان کو اپنی ذات پر اعتماد نہیں ہوتا۔ نیم حکیم، عامل باوے اور فراڈیے لوگوں کے خوف اور کمزوریوں سے آشنا ہوتے ہیں اس لیے وہ لوگوں کے ڈر اور خوف کو Cash کرتے ہیں۔ تقریباً ہر حکمران (Dictator) عوام پر خوف مسلط کر کے حکمرانی کرتا رہا ہے۔ خوف قوموں کے مستقبل کو بھی تاریک بنا دیتا ہے۔ خوف زدہ عوام اپنے بنیادی حق مانگنے سے بھی ڈرتی ہے۔ اگر آپ خوف کو دور نہیں کرتے تو یہ آپ کی تمام صلاحیتوں کو ختم کر دیتا ہے۔ کامیاب لوگ خطرہ مول لینے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کو بہت بڑے مالی خطرات (Financial Risk) کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ خوف زدہ رہتے [illegible] کامیاب نہ ہوں۔ وہ خوف اور ڈر کو اپنے قابو میں کر لیتے ہیں اور [illegible]

یہ لوگ ہر نئے واقعہ پر اپنی توجہ خطرے اور خوف کی طرف مبذول کر دیتے ہیں۔ اُن کے خیال میں ہر شخص ان کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اور ہر بیماری ان کی جان لے سکتی ہے۔ بدگمان شخص جنت میں بھی ہو تو خوف زدہ پھرتا رہتا ہے۔ اس لیے بدگمانی سے ہمارے مذہب نے منع فرمایا ہے۔ ماہرین کی ایک ریسرچ کے مطابق ہمارے 98% خدشات بے معنی اور فرضی ہوتے ہیں۔ 2% خدشات پورے ہو جاتے ہیں لیکن وہ نقصان دہ نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ اپنے خوف پر فتح پا کر آپ دنیا فتح کر سکتے ہیں۔

عام طور پر انسان کی ترقی کو روکنے والے چھ طرح کے خوف ہوتے ہیں۔

1۔ غریب ہو جانے کا خوف

2۔ موت کا خوف

3۔ بیماری کا خوف

4۔ تنقید اور بے عزتی کا خوف

5۔ کمزور ہو جانے کا اور بڑھاپے کا خوف

6۔ محبت کھو جانے کا خوف

سب لوگوں میں یہ تمام خوف موجود ہوتے ہیں لیکن کوئی ایک خوف شدت حاصل کر لیتا ہے۔ عام طور پر اس خوف کی وجہ بچپن کے کچھ واقعات ہوتے ہیں۔ ایک بچہ بڑا ہو کر جوان اور بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کے خوف کے حوالے سے جذبات بچپن والے ہی رہتے ہیں۔ ماہرین نفسیات خوف کو ختم کرنے کے لیے مریض کی History معلوم کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ خوف زدہ انسان کے نظریات اور عقائد [illegible] ہوتے ہیں۔ وہ ان کو بدل دیتے ہیں اور خوف [illegible] (Lack of awareness) [illegible]
[illegible]

کرتے ہوئے اپنے بڑھانے کو بھول جاتے ہیں۔ دولت کے پجاری کو کبھی حقیقی راحت
حاصل نہیں ہوتی۔ بہت سے ارب پتی لوگ ایسے ہیں جن کو سکون کی نیند نصیب نہیں
ہوتی اور اُن کے گھر اُن کی عدم توجہ کے باعث تباہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ دولت کے
مالک نہیں ہوتے بلکہ دولت ان کی مالک ہوتی ہے۔ یہ خود کو محفوظ کرنے کے لیے مال
جمع کرتے ہیں اور خود مال کی حفاظت کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے خزانے تب زمین
سے باہر آتے ہیں جب یہ خود زمین کے نیچے دفن ہو جاتے ہیں۔ بہترین دولت وہ ہے
جس کو آپ اچھے مقاصد میں استعمال کریں۔ دولت ہمیں خدا کے روبرو سرخرو کر سکتی ہے
بشرطیکہ ہم اسے ایسے کاموں میں لگائیں جس سے مخلوقِ خدا کا بھلا ہو ورنہ دولت آپ
کے لیے آزمائش ہے۔ وہ دولت جو آپ کے اور دوسروں کے استعمال میں آ رہی ہے وہ
ایک نعمت ہے۔ دولت کی فراوانی سے آدمی اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اور دولت کے نہ
ہونے سے لوگ اُس کو بھول جاتے ہیں۔ دولت آپ کی خادم اور مددگار بھی ہے۔ اچھا
امیر ہونا غریب ہونے سے بدرجہا بہتر ہے۔ دولت مند بن کر آپ بے شمار ضرورت
مندوں کی ضرورتیں پوری کر سکتے ہیں۔ دولت سے آپ حج کر سکتے ہیں۔ دولت سے
فلاحی ادارے اور مسجد تعمیر کروائی جا سکتی ہے۔ اگر حضرت عثمان غنیؓ دولت مند نہ ہوتے تو
وہ مسلمانوں کے لیے کبھی بھی کنواں نہ خرید سکتے۔ دولت سے دین کی اشاعت بھی ممکن
ہے اور کسی غریب کو کھانا بھی کھلایا جا سکتا ہے۔

"غربت انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔" (حدیث شریف)

نہایت خوشحالی اور نہایت بدحالی برائی کی طرف لے جاتی ہے۔ [illegible]
[illegible] دولت کی تلاش میں لگ جاتا ہے۔ نادان لوگ دولت کے لیے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Dad Poor Dad تحریر کی جس میں اس نے یہ حقیقت واضح کی کہ دولت مند اور کامیاب لوگ خوشحال اور کامیابی کے بارے میں اپنے بچوں کو کیا سکھاتے ہیں؟ جو غریب اور درمیانے طبقے کے لوگ نہیں سکھا پاتے۔ یہ کتاب امیر اور غریب کی سوچ کے تضاد کو بھی آشکار کر دیتی ہے۔ اس کتاب کے متعلق بین الاقوامی شہرت یافتہ مصنف Zig Ziglar نے کہا کہ:

"اپنی معاشی حالت کو سدھارنے کے لیے آپ کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔ یہ آپ کے مالی مستقبل Financial Career کو روشن بنا سکتی ہے"۔

نیشنل چیمبر آف امریکہ کے صدر Sobran نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

"کاش میں نے یہ کتاب جوانی میں پڑھی ہوتی بلکہ بہتر ہوتا کہ میرے والدین اس کتاب کا مطالعہ کرتے"

مصنف کے افکار حقیقت پر مبنی ہیں ان کو ہم کچھ اس طرح ترتیب دے سکتے ہیں۔

1۔ خوشحال اور امیر لوگ اپنی زندگی کی ناکامیوں، غلطیوں اور نادانیوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ اس لیے وہ ان کی اصلاح کر کے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جبکہ غریب اپنی ناکامی کی داستان کا ذمہ دار، حالات، واقعات، ماحول، والدین اور قسمت کو ٹھہراتا ہے۔ وہ ان سب چیزوں کو نہیں بدل سکتا اور ناکام ہو جاتا ہے۔

"آپ خود پر اختیار رکھے بغیر دنیا پر اختیار حاصل نہیں کر سکتے۔ دنیا فتح کرنے سے پہلے خود کو فتح کرنا پڑتا ہے"

2۔ [illegible] نے ہر صورت امیر اور کامیاب ہونے کا [illegible]
[illegible]

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیلِ تمنا کے لیے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

یہ ایک آفاقی اصول ہے کہ جب آپ دل سے کسی چیز کو پانے کی خواہش کرتے ہو کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کو اُس سے ملانے کی سازش کرتا ہے۔

3۔ امیر لوگ ہر میدان میں جیتنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ غریب اور ناکام لوگ یہ چاہتے ہیں کہ انھیں ہار کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اسی طرح لائق طالب علم اعلیٰ نمبر حاصل کرنے کا سوچتا ہے اور پوزیشن حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرتا ہے جبکہ نالائق صرف اور صرف پاس ہونے کے لیے کتابیں کھولتا ہے۔

4۔ امیر لوگ بہت سی دولت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے وہ اپنی خواہشات کو پورا کریں اور من پسند زندگی گزار سکیں۔ غریب سب سے پہلے گھر کا بار اٹھانے کے لیے پیسے حاصل کرنا چاہتا ہے کہ گھر کے بل ادا ہو سکیں۔

5۔ کامیاب اور خوشحال لوگ بڑے بڑے مقاصد رکھتے ہیں اور بڑے مقاصد ان کے اندر جوش و جذبہ پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ ان کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے۔ غریب لوگ اول تو کوئی واضح مقصدِ حیات نہیں رکھتے اور اگر کوئی ہدف ہوتا بھی ہے تو وہ اتنا پست کہ اُس میں جذباتی کیفیت نہیں پائی جاتی اور وہ مقصد ان کو عمل پر نہیں ابھارتا۔

6۔ امیر لوگوں کو اچھے مواقع تلاش کرنے کی عادت ہوتی ہے جبکہ غریب [illegible] قسمت کی دیوی کا انتظار کرتا ہے جو کسی مہربان [illegible]

7۔ [illegible]

11۔ بلاشبہ غریب اپنی تمام عمر سے ہی پیسہ کو Save کرنے کے عادی ہوتے
ہیں۔ غریب اول تو پیسہ کماتا ہی اتنے ہے جتنا اس کی ضروریات زندگی کے لیے
ضروری ہوں۔ لیکن اگر کبھی اس کے پاس زیادہ پیسے ہوں تو وہ انہیں فضول
کاموں میں اُڑا دیتا ہے۔ اس کا عمل اس کی غربت ہوتی ہے۔

"ناکام نے سوچا کہ قطرے سے کیا بنتا ہے
کامیاب بولا قطرہ قطرہ ملے تو دریا بنتا ہے"

12۔ امیر لوگ زندگی کے ابتدائی دن سخت محنت سے گزارتے ہیں۔ اور آخری دنوں
میں اپنے زندگی کے پھلوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ غریب ساری زندگی کولہو
کے بیل کی طرح محنت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس نے زندگی میں ایک بار
بھی غیر معمولی کوشش اور جدوجہد نہیں کی ہوتی۔

"بخارات کو پانی کے دوسرے ذرات کی نسبت زیادہ حرارت
جذب کر کے اور پانی کی سطح کو چھوڑ کر باہر آنا پڑتا ہے لیکن ایک بار
اس جدوجہد کے بعد وہ بلندی پر ہوتے ہیں"

اگر آپ کو سونے کی بالی پہننے کا شوق ہے تو کان میں سوراخ ضرور کروانا پڑے گا۔

13۔ امیر کو دولت سے دولت بنانے کے فن کی آگہی ہوتی ہے۔ غریب کا اگر کبھی زر کا
[illegible] آئے تو وہ چند سالوں میں اس دولت کو اجاڑ دیتا ہے اور پھر شکستہ [illegible] پر
[illegible] ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے۔ کہ دولت حاصل کرنا کوئی خوبی نہیں بلکہ دولت
[illegible] اور رکھنا ایک بہت بڑی صفت ہے۔

[illegible]

[illegible] سے عادات جانتے ہوں تو اُس کی آج کی اقدار کو جان لیں، آپ
کے سامنے اُس کے مستقبل کی تصویر واضح ہو جائے گی۔ آپ یہ جان چکے ہیں کہ کامیابی
کے سفر میں سوچنے کا انداز بہت اہمیت رکھتا ہے۔ سوچ آپ کے عمل کی ذمہ دار ہوتی
ہے، آپ کا عمل آپ کے رویے کو ظاہر کرتا ہے، آپ کا رویہ آپ کے کردار کا حصہ ہوتا
ہے اور آپ کا کردار آپ کی قسمت بناتا ہے۔ لیکن آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ
آپ کی سوچ، عمل، رویے، عادات اور کردار کے پس پردہ محرکات میں آپ کے
رجحانات، ترجیحات اور اقدار سب سے زیادہ اہم ہوتی ہیں۔ ایسی سوچیں جو آپ بار
بار سوچتے ہیں، آپ کی ناکامی یا کامیابی کی ذمہ دار ہوتی ہیں لیکن یہ سوچیں آپ کچھ
مخصوص اقدار کی وجہ سے سوچتے ہیں۔

ہم اپنے جذبات اور احساسات کو بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی اقدار بدلنا ہوں گی
کیونکہ جب ہم سبب Cause کو بدلتے ہیں تو نتائج Effects خود بخود بدل جاتے
ہیں۔ اگر کوئی آپ کو نظر انداز کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اس کے لیے قابل
احترام نہیں بلکہ آپ اپنی ذات میں یا بات میں وہ تبدیلی نہیں لا رہے جو دوسرا دیکھنا اور
سننا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ اس حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں کہ وہ صرف ایک مادی جسم
ہی نہیں بلکہ وہ جسم میں موجود دل کے جذبات اور ذہن کے خیالات کے بھی مالک
ہیں۔ قدرت نے تمام انسانوں کو ایک جیسا مادی جسم عطا ہوا ہے لیکن سب کے جذبات،
احساسات اور خیالات مختلف ہیں کیونکہ سب کی اقدار مختلف ہیں۔ بہترین کھلاڑی،
کامیاب سیاستدان، شعلہ بیان خطیب، امیر ترین بزنس مین، اچھا مصنف اور اعلیٰ
[illegible] اصل میں تخلیق آفریں اور زبردست اقدار کے حامل ہوتے [illegible]
[illegible] مطابق زندگی [illegible]
[illegible]
[illegible]

"جو اپنے اندرونی حالات کو درست رکھتا ہے خدا اُس کے ظاہر کو بھی درست کر دیتا ہے۔" (حضرت علیؓ)

جو لوگ صحت کو اپنی ترجیح اول نہیں سمجھتے وہ سگریٹ پینے اور کھانا کھانے میں بے پروائی برتتے ہیں۔ جس شخص کی پہلی ترجیح دوسروں کی مدد کرنا ہے وہ پیسے سے محبت نہیں کرتا۔ وہ شخص جس کی Top Priority اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے وہ ولی اللہ کہلاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں آپ دوسروں کی ترجیحات اور اقدار کو جان کر دوسروں کی اصلیت کو جان سکتے ہیں۔ انسان اپنی وابستگی سے پہچانا جاتا ہے۔

"جیسے ہمارے رجحانات ہوں گے ویسی ہماری رائے ہوگی۔" (گوئٹے)

دوسروں کی اقدار جان کر آپ اُن سے ایک مضبوط تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ آپ اُن کی مدد کر سکتے ہیں اور اُن سے مدد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے استاد کی اقدار کو جان لیں گے تو وہ آپ سے خوش ہوں گے۔ استاد کی اقدار کو جانتے ہوئے آپ اُستاد کی داد اور شاباش کے مستحق ٹھہریں گے۔ کسی کو نوکری دینے سے پہلے اُس سے سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ اُس کے لیے سب سے اہم بات کیا ہے؟ وہ کس Value کو زیادہ اہمیت دیتا ہے؟ اس سوال کے جواب سے آپ Candidate کی شخصیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اب آپ اس حقیقت کو جان چکے ہیں جو آپ کی سوچ، جذبات [illegible]

کی سہولت آپ کی ترجیحات کے مرہونِ منت ہوگی اور آپ تمام حالات و واقعات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک شاندار مستقبل کی طرف بڑھنا شروع ہو جائیں گے۔

"جب تک کوئی شخص اپنی اقدار کے مطابق جینے کا فیصلہ نہ کرے وہ کامیابی و کامرانی حاصل نہیں کرسکتا۔" (محترمہ فاطمہ جناحؒ)

OO

مجھے بھی آپ سے گلہ ہے

انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا گلہ شکوہ کرنا ہر دوسرے فرد کی عادت ہے۔ چمکتا دن ہو تو دھوپ کا گلہ اور برسات میں بارش کا گلہ عام سننے میں آتا ہے۔ کبھی کسی کی طاقت کا گلہ اور کبھی اپنی بے بسی کا شکوہ کرنا بھی ایک عادت ہے اور مزاج بھی۔ آپ کو بے شمار لوگ ایسے نظر آئیں گے جو صبح صبح اخبار سے دنیا کی بدترین حادثاتی خبریں اخذ کرکے پورے دن دفتر کی میز پر، دفتر کے اندر، شاپنگ کرتے ہوئے، بیوی بچوں کے ساتھ اور سفر میں ساتھیوں کے ساتھ تبصرے کرتے نظر آئیں گے۔ کیونکہ اب ہمارے ہاں خاموشی کی بجائے بولنے کو عبادت سمجھا جاتا ہے اس لیے ہر کوئی فضول بولنے کی بجائے بامقصد گلہ کرتا نظر آتا ہے۔

کبھی غور کیجیے کہ ہم لوگ سب کاموں میں سمجھداری دکھاتے ہیں سوائے گلہ کرنے کے۔ اچھے بھلے سمجھدار ہونے کے باوجود ایک عجیب حماقت ہم سے سرزد ہو جاتی ہے۔ وہ یہ کہ ہم گلہ کبھی متعلقہ لوگوں سے نہیں کرتے مثلاً موسم خراب ہو رہا ہو تو ہم دفتر کے ساتھیوں سے گلہ کرنے میں مصروف عمل نظر آتے ہیں حالانکہ ہمارے دل کا موسم کے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس سے پہلے کہ....

بعض اوقات جذبات کا غلبہ بڑھ جاتا ہے اور جذبات کو بیان کرنے کے لیے زبان ساتھ نہیں دیتی۔ ایسی حالت میں آنسو ہی دردِ دل کو بیان کرتے ہیں۔ کبھی ہم اپنی زبان سے بے بسی کا اقرار کرنے والے ہی ہوتے ہیں کہ آنکھوں سے آنسو نکل کر یہ بتا دیتے ہیں کہ "ہم آپ کی سچائی کا ثبوت ہیں"۔ آج جب عمران میرے دفتر میں داخل ہوا تو اس کی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔ میں نے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہمدردی سے پوچھا "خیر تو ہے"۔ وہ بول تو نہ سکا مگر اس کے جھکے ہوئے سر کے نیچے پڑی اخبار جو اس کے آنسوؤں سے بھیگ چکی تھی مجھے اس بات سے روکنے لگی کہ ابھی یہ پوچھنے کا وقت نہیں۔ پہلے اس کے جذبات کچھ ٹھنڈے پڑ جائیں پھر بات چیت کی باری آئے گی۔ تھوڑی دیر بعد وہ خود کہنے لگا کہ شاہ صاحب مجھے کچھ دن سے ابی کی یاد بہت ستا رہی ہے۔ آج تین سال ہونے والے ہیں لیکن ان سے جدائی کا غم دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ ایک عجیب پچھتاوے اور بے چارگی کی کیفیت لیے میں جب ان کی قبر پر جاتا ہوں تو [illegible] خیال آتا ہے کہ جیتے جی ایک بات بھی [illegible] [illegible] کا۔

[illegible]

[illegible] تھا۔ میں نے گرم چائے کا کپ آگے بڑھایا تو وہ بولا کہ
امی کہا کرتی تھیں کہ بیٹا جب سے تو بڑا ہوا ہے اپنی پڑھائی اور کام میں اتنا مگن ہو گیا ہے
کہ دو گھڑی مجھے شکل بھی نہیں دکھاتا۔ تجھ سے میری کوئی فرمائش نہیں فقط اتنا تقاضا پورا
کر دیا کر کہ دو گھڑی میرے پاس بیٹھ جایا کر۔ میں اُن دنوں میں مصروفیت کی انتہا پر
تھا۔ میں یہ سوچتا رہا اور پلان کرتا رہا کہ کل سے اُن کے لیے کچھ وقت نکالوں گا۔ لیکن
وہ کل کبھی نہ آسکی اور وہ چلی گئیں۔ یہ کہتے ہوئے عمران کے پھر کچھ آنسو نکل آئے۔ اس
نے چائے کا کپ میز پر رکھا اور بولا شاہ صاحب کمال دیکھیے کہ بچہ تکلیف میں ہو تو ماں
کو دعا کا طریقہ خود ہی آجاتا ہے۔ امی کی وفات پر میری عمر 39 برس تھی لیکن تب تک
ایک دن بھی ایسا نہ گزرا کہ میرے گھر آنے سے قبل میری ماں سو چکی ہو۔ آج مجھے
احساس ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بہترین تحفہ ماں ہے ماں ہی سراپا محبت ہے
ماں سدا ہماری ڈھال بنی رہتی ہے چاہے ہم بوڑھے ہو جائیں۔ ایک دن ہم بہن بھائیوں
کو بتانے لگیں بیٹا میں نے صرف تمہیں ہی نہیں تمہارے ابو کو بھی پالا ہے۔ وہ تو
بہت لاپرواہ تھے۔ مجھے ہی ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھنا پڑتا تھا۔ بیٹا میں نے تم
لوگوں کے لیے اپنے امی ابو کو چھوڑا اور زندگی تم لوگوں کے نام کر دی کبھی تمہیں ان
باتوں کا احساس ہوگا۔ بہرحال عمران اپنے دل کا درد بیان کر کے چلا گیا اور میں
جذبات اور خیالات کی ایک نئی دنیا میں پہنچ گیا۔

مجھے وہ واقعہ یاد آ گیا جب ایک صحابیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول
اللہ ﷺ مجھ پر کس کا زیادہ حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں کا پھر پوچھا کس کا
زیادہ حق ہے جواب ملا تیری ماں کا۔ تیسری بار بھی یہی جواب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سے زندگی گزارنے کا سبق دیا۔ گود سے گور (قبر) تک علم حاصل کرنے کا حکم دینے والی ماں کی گود بچے کے لیے علم کی پہلی درس گاہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاد سے افضل عمل والدین کی خدمت کو قرار دیا ہے آپ کی خوشیوں کو دوبالا کرنے والی ذات کا نام ماں ہے کہا جاتا ہے کہ ناکام والدین کی کامیاب اولاد درحقیقت والدین ہی کی کامیابی کو ظاہر کرتی ہے۔

کمال دیکھیے کہ خدا تعالیٰ جب اپنی محبت کا بیان دینے لگتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں تمہیں ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہوں یعنی محبت کے اظہار کی شدت کو بھی ماں کی ممتا کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا گیا ہے۔ آقائے دو جہاں فرماتے ہیں "ماں کے قدموں تلے جنت ہے" میں ابھی انہیں خیالوں میں گم تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور خیالوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا فون پر دوسری طرف عمران کی درد بھری آواز تھی۔ وہ بولا شاہ صاحب آپ پڑھاتے ہیں خدارا آپ تمام بچوں کو نصیحت کیجیے کہ وہ آج ہی اپنی جنت کی قدر کریں۔ یہ نہ ہو کہ ماں کی خدمت کا موقع ہاتھ سے نکل جائے اور ماں ہمیں چھوڑ کر اس کے پاس چلی جائے جس نے ہمیں ستر ماؤں کے برابر پیار دیتا ہے اب عمران جذبات کی شدت میں مزید بول نہیں سکتا تھا اور میرے سامنے پڑا اخبار ایک بار پھر آنسوؤں سے بھیگنے لگا۔

OO

ہمارا محسن

آپ کیوں بھول رہے ہیں کہ وہ شخص تو آپ کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے سیر کراتا رہا ہے۔ کبھی آپ کی فرمائش پر وہ اپنی محنت کی کمائی سے مٹھائی اور کھلونے لا کے دیتا رہا ہے۔ آپ کو تو کبھی [illegible] تھا اور وہ بے لوث ہو کر اپنی تمام تر تگ و دو آپ کو پالنے میں صرف کرتا رہا ہے۔ اپنی جوانی کے خوبصورت دنوں میں وہ تمام دوست احباب کو چھوڑ کر آپ کے لیے شام [illegible] سے سیدھا گھر لوٹ رہا ہے۔ کبھی آپ کی سکول کی فیس ادا کرنے کے لیے کسی رشتے دار سے ادھار لے رہا ہے اور کبھی آپ کی دوائی لانے کے لیے اپنے افسر سے وقت سے پہلے تنخواہ کا تقاضا کر رہا ہے۔

آپ نے خود ہی تو بتایا تھا کہ آپ کی پیدائش پر اس شخص نے پورے 40 کلو مٹھائی بانٹی تھی کہ میرے گھر بیٹا تشریف لایا ہے۔ آپ کو وہ دن کہاں یاد ہوگا جب آپ کی زبان سے پہلی بار "ابو" نکلا ہوگا اور وہ شخص خوشی سے دیوانہ ہو کر سب کو بتاتا رہا ہوگا کہ میرے بیٹے نے مجھے آج پہلی بار ابو کہا ہے۔ اپنی حیثیت کے مطابق وہ شخص آپ کے لیے [illegible] خریدتا رہا اور کبھی خود بھوکا رہا لیکن آپ کا [illegible]

[illegible]

[illegible] کے انداز میں بیٹھے رہے کبھی میز پر پڑا پیپر ویٹ گھماتے کبھی [illegible] Message چیک کرتے لیکن یہ سب کچھ بتانا میرا بھی فرض تھا۔

فہیم صاحب کے بچے میرے شاگرد ہیں اس لیے وہ اکثر اپنے حال دل کو بیان کرنے آجاتے ہیں۔ فہیم صاحب خود بھی ایک پڑھے لکھے شخص ہیں اور آج کل ایک پرائیویٹ ادارے میں مینجر ہیں لیکن آج اُن کا اس حوالے سے نقطۂ نظر سن کر مجھے اُن کی تعلیمی قابلیت اور بڑے عہدے پر حیرت ہو رہی تھی۔ موصوف کے مطابق اُن کے والد صاحب پاگل ہو چکے ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم اب بھی ان کو بھی روک ٹوک کرتے ہیں کبھی نصیحتیں سنانے لگتے ہیں۔ جب میں نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ ”اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ آخر وہ آپ کے والد صاحب ہیں“ تو فہیم صاحب زور دار انداز میں بولے کہ ”فرق کیوں نہیں پڑتا اب میں بیوی بچے والا ہوں میرے بچوں کے سامنے وہ میری بے عزتی کر دیتے ہیں میں ایک بڑی کمپنی کا آفیسر ہوں کیا میری کوئی عزت نہیں“ میں نے کہا ”فہیم صاحب آپ اپنے بچوں کے ابو ہیں لیکن آپ کو ڈانٹنے والے تو آپ کے اپنے ابو ہیں اس لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا“ لیکن میری کوئی بات اُن پر اثر نہیں کر رہی تھی۔ فہیم صاحب کے انداز میں اعلیٰ تعلیم کا غرور اور والد کے لیے نفرت بھری پڑی تھی۔ اُن کے جانے کے بعد مجھے ایک سوال کا جواب مل گیا جو فہیم صاحب عرصے سے مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ ”شاہ صاحب میرے بچے بہت بدتمیز اور بے ادب ہوتے جا رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟“ [illegible] وجہ صاف ظاہر تھی کہ فہیم صاحب خود اپنے والدین کا ادب نہیں کرتے [illegible] [illegible] ہوگی۔

[illegible]

اور [illegible] خفا کرنے سے بچے آپ کا ادب نہیں کریں گے، آپ اچھے والدین کا ادب کرنا شروع کریں آپ کے بچے آپ کا ادب کرنا شروع کر دیں گے۔ میرے بیٹے کا نام محسن ہے اور میں اکثر اپنی بیوی کو یہ کہتا ہوں کہ "یہ ہمارا محسن ہے اور بلکہ محسن کے محسن ہیں ہم ساری زندگی یہ مانیں گے کہ یہ ہمارا اپنا محسن ہے اللہ کرے محسن بھی ہمیشہ یہ مانتا رہے کہ ہم محسن کے محسن ہیں" کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ نعیم صاحب کی طرح کل کو میں کسی جگہ بیٹھا اپنے والد کو پاگل اور اپنے بچوں کو بے ادب کہتا پھروں۔

OO

آج کا استاد

میں شعبہ تدریس سے وابستہ ہوں میرے بے شمار دوست بھی استاد ہیں اور مختلف اداروں میں پڑھاتے ہیں چند دن پہلے ہم سب دوست ایک دوست کی محفل میں بیٹھے مصروف گفتگو تھے کہ بات چیت کا موضوع ''استاد'' بن گیا۔ اکثر نے اس رائے کا اظہار کیا کہ استاد کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں طلباء اور نہ ہی والدین ان کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کوئی استاد کا کہا ماننے کو تیار نہیں سب کی گفتگو سننے کے بعد میں نے اس رائے سے مکمل اختلاف کر دیا کیونکہ میرے شعبہ تدریس سے وابستہ خیالات اور عقائد بہت مضبوط ہیں جو پچھلے 10 سال کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہیں آج کے معاشرے میں استاد کی عزت کیوں نہیں؟ یہ وہ سوال ہے جس کے جواب سے پہلے ہمیں ماضی کے اوراق پلٹنے پڑیں گے اور وہ دور یاد کرنا پڑے گا جب بادشاہ اور شہزادے استاد جیسی محترم ہستی کی دہلیز پر آنا فخر سمجھتے تھے بڑے بڑے شہزادوں کے دماغ میں استاد کے پاؤں دھونے کی خواہش انگڑائیاں لیتی رہتی تھی۔ استاد کی توجہ، تقدیر بدلنے کا ذریعہ بھی جاتی تھی علم والے بھی دنیا والوں کے دور کے سوالی ہوتے تھے۔

''کل استاد سلطان تھا اور آج استاد غلام ہے'' [illegible]

[illegible]

[illegible] علم بھی علم سے محروم [illegible]

[illegible] بہت اہل [illegible] ہی استاد کی اصل خوبصورتی ہے آقا ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں" اسی لیے تدریس کو پیغمبری پیشہ کہا گیا ہے۔ طلبا کی سیرت و کردار پر سب سے زیادہ اثر استاد کے رویے کا ہوتا ہے اگر ایک استاد نیک نیتی سے طالب علموں کے لیے بے لوث محنت کر رہا ہے تو اس کا صلہ خدا کی بارگاہ میں ضرور ملے گا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے "اللہ مومنوں کے اجر ضائع نہیں کرتا۔"

استاد کا خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان شاگردوں میں ایمان پیدا کرتا ہے حقیقی استاد ایک [illegible] مقناطیس کی مانند ہوتا ہے لوہے کے زنگ لگے ذرات بھی اُس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ میرے ذاتی مشاہدے کے مطابق ایک نااہل استاد درحقیقت خود کسی نااہل استاد کا شاگرد ہوتا ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی طالب علم کو اہل استاد ملے اور اُس کا مستقبل نہ بدلے۔ عموماً ایک طالب علم میں موجود اچھے اوصاف اُس کے استاد کی شخصیت کا عکس ہوتی ہیں کیونکہ ہر بچہ فطری طور پر دوسروں کو کاپی کرتا ہے خاص کر اُن کو زیادہ کاپی کرتا ہے جن سے وہ متاثر ہوتا ہے۔

"اگر استاد اہل ہے اور مخلص بھی ہے تو وہ ولی ہے" (حضرت واصف علی واصفؒ)

محمد اقبال کو بھی سر علامہ محمد اقبالؒ بنانے میں اُن کے استاد مولوی میر حسن کا ہاتھ تھا اقبالؒ ساری زندگی ان کا احترام کرتے رہے ایک دفعہ چند دوستوں کے ہمراہ بازار میں کہیں جا رہے تھے کہ استاد اکرم مولوی میر حسن پر نظر پڑ گئی فوراً ان کی طرف لپکے جلدی میں ایک پاؤں کی جوتی اُتر گئی اسی حالت میں استاد جی کو گھر چھوڑ کر [illegible] اور [illegible] استاد کو ایک وقت میں طلبا کا [illegible] طلبا کا [illegible]

[illegible]

واصف علی واصفؒ ... ایک زندہ اُستاد

زندگی کے ابتدائی دنوں میں آپ باقاعدہ طور پر شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔ پرانی انارکلی میں ناصر روڈ پر آپ ایک پرائیویٹ کالج چلاتے تھے۔ جس کا نام "لاہور انگلش کالج" تھا۔ آپ ایک بہت باکمال شخصیت کے مالک تھے۔ اس کمال کی وجہ سے آپ سے ایک بار ملنے والا بھی آپ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ روحانیت کے سچے عاشق ہونے کے ناطے آپ کا اخلاق ایک مثالی اخلاق تھا۔ ملنے والے سے اتنے خلوص سے گفتگو کرتے کہ اس کا دل موہ لیتے۔ آپ در حقیقت ایک روحانی شخصیت تھے۔ پڑھانے کے دور میں اس روحانیت کا تھوڑا بہت تاثر تو ملتا تھا لیکن آپ کی شخصیت میں ایک خوبصورت اعتدال اور توازن ہونے کی وجہ سے یہ روشنی بھی آپ کی ذات سے چھن چھن کر نکلتی تھی۔ اس کا اندازہ کوئی صاحبِ دل ضرور لگا سکتا تھا۔

جوانی کے ایام میں ہی مقابلے کا امتحان پاس کیا لیکن طبیعت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ایک باب استاد، شاعر، مصنف، مقرر، اچھے انسان، عاشقِ رسولؐ اور ولی خدا تھے۔ آپ کی تحریریں ایمان کو تقویت بخشتی ہیں۔ زندگی کیسے گزارنا ہے اس کا جواب آپ کی تحریروں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے اپنے دور کے بڑے بڑے دانشوروں کے اذہان کو متاثر کیا جن میں اشفاق احمد، بانو قدسیہ، ڈاکٹر سہیل عمر، ڈاکٹر اکرام چغتائی اور حنیف رامے شامل ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو خود گفتار کے غازی ہونے کے باوجود واصف علی واصف کی محفل میں باادب اور ہمہ تن گوش ہو کر دانائی کے موتیوں سے اپنے دامن بھر رہے ہوتے تھے۔ آپ کی بے شمار کتابیں ہیں۔ جن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

1۔ شب چراغ۔ شب راز۔ بھرے بھڑولے (شاعری)
2۔ حرف حرف حقیقت۔ دل دریا سمندر۔ قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)
3۔ کرن کرن سورج۔ بات سے بات۔ دریچے (نثر پارے)
4۔ گفتگو 1 تا 26 (سوال و جواب)
5۔ Beaming Soul / Ocean in a drop (Essays)
6۔ گمنام ادیب (خطوط)

میں خود میری طرح کے بے شمار چاہنے والے واصف علی واصف صاحب کو زندگی میں نہ مل سکے لیکن ان کی تصانیف سے شعورِ زندگی حاصل کرنے کی وجہ سے ہم انہیں اپنا محسن اور رہنما مانتے ہیں۔ آپ 18 جنوری 1993ء کو پرانے لوگوں کے درمیان ایک مددگار اور رہنما کی حیثیت سے زندگی گزارنے کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ [illegible]

صبر کا پھل میٹھا

انسان فطرتاً بہت بے صبرا ہے ہر بچے کو بڑا ہونے کی جلدی ہوتی ہے لیکن جب
وہ بڑا ہوتا ہے تو ذمہ داریوں کے بوجھ پڑتے ہیں اور وہ بچپن کی یادوں کو تازہ کر کے
آنسو بہاتا ہے کہ کاش میں بڑا نہ ہوتا۔ بے شمار مسافتیں وقت لے کر طے ہوتی ہیں۔
ہمیں صرف صبر کے ساتھ انتظار کرنا ہوتا ہے۔ ہر بچہ محنت کے بغیر ہی جوان ہوتا
ہے اور ہر جوان بنا کوشش کے بغیر بوڑھا۔ وقت کبھی نہیں رُکتا۔ اس کو روکنے کی بجائے
آپ کو اس کے ساتھ بھاگنا پڑتا ہے۔ نوجوانی کا دور بہت قیمتی ہوتا ہے ہر نوجوان میں
جذبے اور ہمت کی فراوانی ہوتی ہے۔ ضرورت فقط درست سمت اور مستقل مزاجی کی
ہے۔ ریل کی دو پٹریاں جب کسی جنکشن پر جدا ہوتی ہیں تو شروع میں پاس پاس معلوم
ہوتی ہیں لیکن چند گھنٹوں کی مسافت کے بعد دونوں کی منزل جدا ہو چکی ہوتی ہے کوئی
ٹرین کا مسافر اگر منزل پر جلدی پہنچنے کے لیے چلتی ٹرین سے اُتر جائے تو بجائے منزل کی
جانب پہنچنے کے [illegible] جائے گا۔ اس لیے ایسا بہت کم دیکھا گیا ہے کہ بعد از [illegible]
[illegible] ہوتا ہے کہ صبر کرنے والا کامیاب [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک دن تو مرید رو پڑا پیر صاحب کو بھی کچھ ترس آیا انھوں نے کہا میرا ایک
کام کر دو اس کے بعد اسم اعظم تیرا۔ مرید نے فوراً حامی بھر لی پیر صاحب نے ایک
لکڑی کا بند ڈبہ دیا اور کہا اس کو کھولنا نہیں اس میں کسی کی امانت ہے اس ڈبے کو فلاں
علاقے میں موجود پہاڑ کے غار تک لے کر جانا ہے وہاں میرا ایک درویش دوست قیام
پذیر ہے اُس کو یہ امانت سونپ دینا۔ مرید نے ڈبہ اٹھایا اور منزل کی طرف رواں دواں
ہو گیا راستے میں اُس کے دل میں خیال آیا کہ آخر اس ڈبے میں ہے کیا کیوں نہ اسے
کھول کر دیکھا جائے لیکن پیر صاحب کے حکم کی پاس داری بھی رکھنی تھی اس لیے نہ
کھول سکا۔ پھر تجسس بڑھتا اور وہ سوچتا کہ اس ڈبے کو کھول کے دیکھنے میں حرج ہی کیا
ہے۔ آخر کار اس سے رہا نہ گیا اور اس نے ڈبہ کھول دیا اس میں ایک چوہا بند تھا وہ فوراً
بھاگ گیا اور خالی ڈبہ ہاتھ میں رہ گیا اب اس کی پریشانی بہت بڑھ گئی کہ خالی ڈبے کو
میں کس کے پاس لے کر جاؤں آخر شرمندگی کے جذبات کے ساتھ واپس پیر صاحب
کے پاس لوٹ آیا اور اُن سے کہا کہ مجھے معاف کر دیں کیونکہ امانت میں خیانت ہوئی
پیر صاحب نے فرمایا تو تو بہت بے صبرا ہے تجھ سے ایک چوہا نہیں سنبھالا جاتا اسم اعظم
کیسے سنبھالے گا۔

بڑی کامیابی سب سے زیادہ جو چیز مانگتی ہے وہ ہے وقت مگر کامیابی کی یہی وہ
قیمت ہے جو آدمی دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا ایک بہت بڑے سیٹھ کو ایک باغ بہت
خوبصورت لگا سیٹھ نے فوراً مالی کو طلب کیا جس نے یہ دلکش باغ سجایا تھا۔ مالی حاضر
ہو گیا سیٹھ صاحب نے حکم دیا کہ جتنا پیسہ لگتا ہے لگا دو کل ہی اسی طرح کا باغ میرے
گھر میں بھی بنا دو بوڑھا مالی جرأت سے بولا "سیٹھ صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گیا۔ حکیم صاحب استاد، درباریوں اور تینوں ہیروں کے ہمراہ مسند میں تشریف لے گئے انھوں نے پہلا ہیرا بھگوان کے کان میں پھینکا کیونکہ دونوں کانوں کے درمیان میں راستہ بنا ہوا تھا اس لیے وہ ہیرا دوسرے کان سے باہر نکل آیا۔ دوسرا ہیرا بھی اس طریقے سے پھینکا گیا وہ بھی باہر نکل آیا لیکن تیسرا ہیرا کانوں کے درمیان دماغ میں معلق ہو گیا۔ دانا حکیم فوراً بولا یہ ہیرا سب سے زیادہ قیمتی ہے کیونکہ یہ بھگوان کے ذہن میں سما گیا۔

ہر بات، ہر قول، ہر رائے اور ہر فرمان بہت قیمتی ہوتا ہے لیکن آپ کے لیے وہی نصیحت قیمتی ہے جو آپ کے ذہن میں آ جائے اور اس طرح آ جائے کہ آپ اس پر عمل کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ کیا جانے والا آسان کام نصیحت ہے اور سب سے مشکل کام نصیحت پر عمل کرنا ہے۔ نصیحت آسانی سے، ہر جگہ، ہر وقت، ہر کسی سے مفت مل جاتی ہے۔ لوگ جس کمال کی نصیحتیں دوسروں کو کرتے ہیں اگر خود اس پر عمل پیرا ہوں تو دنیا کیا سے کیا بن جائے۔ جس طرح ہر کوئی نصیحت کرنے کا عادی ہے ہم بھی نصیحت سننے کے عادی ہو چکے ہیں بچپن سے یہ نصیحتیں کی جاتی ہیں کہ "محنت کرو، محنت میں عظمت ہے"، "ایمان داری بہت ضروری ہے"، "نماز کے بہت فائدے ہیں"، "جھوٹ بولنا بری بات ہے" وغیرہ اتنے عرصے سے ان نصیحتوں کو سننے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم سب کو پتا ہے کہ محنت میں عظمت ہے لیکن آج کتنے لوگ محنتی ہیں؟ دنیا سست اور کاہل لوگوں سے بھری پڑی ہے۔ ایمان داری کے بہت سے فائدے ہمیں پتا ہیں لیکن

جہاں سے اس نے جلالی انداز کی ہوتی ہے"۔ اگر کوئی پریشان چہرہ لے کر ہمارے
[illegible] گوں سے یہ پوچھ ہی لیتا ہے کہ "مجھے کسی جگہ سکون نہیں ملتا" تو باباجی گرج کر
میں کہتے ہیں کہ "بیٹا سکون تجھے کہاں سے ملے تیرے اندر بے سکونی کا سمندر ٹھاٹھیں
مار رہا ہے کیونکہ ہمارے گردوپیش کے حالات کا دارومدار اس امر پر ہے کہ ہمارے اندر
کیا ہے"۔ ایک دن میں تھکا ہارا باباجی کے حضور پیش ہوا اور سوال کیا کہ راستے میں
رکاوٹیں بہت ہیں اس کے لیے ہم کیا کریں؟ باباجی فرمانے لگے اچھے راستے میں
رکاوٹیں زیادہ ہوتی ہیں اگر رکاوٹیں کم ہوں تو وہ اچھا راستہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ باقی
ہمارے ذہن کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی سوائے اس کے جسے ہم رکاوٹ مان
لیتے ہیں"۔ کسی دانشور نے اس بات کی وضاحت چاہی کہ کامیاب زندگی کا دارومدار
کس بات پر ہے؟ اور ساتھ درخواست کی کہ جواب تفصیل سے مرحمت فرمائیں۔ محترم
بزرگ جلالی انداز میں گویا ہوئے کہ "جو بات ہے ہی مختصر اسے میں تفصیل میں کیسے
بیان کروں اور بتاؤں کہ کامیاب زندگی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ تم بچوں کے ساتھ
کتنی شفقت برتتے ہو، بوڑھوں کی کتنی خدمت کرتے ہو، مصیبت زدوں سے کتنی
ہمدردی کرتے ہو اور کمزوروں کے ساتھ کتنا درگزر سے کام لیتے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے
کہ تم زندگی میں کبھی نہ کبھی ان سارے مراحل سے گزرو گے"۔ ایک دن فرمانے لگے کہ
کیا تمہیں معلوم ہے کہ اچھا استاد ہمیشہ زندہ کیوں رہتا ہے؟ سب نے کوئی خاص جواب
نہ دیا تو کہنے لگے کہ "جس انسان کی تربیت دوسروں کو فائدہ دینے لگے وہ کیسے مر سکتا
ہے"۔ پھر جلالی انداز میں بولے "اس انسان کو مت ڈھونڈو جس سے [illegible]
جس انسان سے تم نے کاروبار کے اصول سیکھے۔ اس کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہیں لگیں ان کو یوں سمجھنے والے انھیں بھی درست لگتے ہیں۔ اندھے کے لیے [illegible] دونوں برابر ہیں کیونکہ دونوں کو ہاتھ سے محسوس کر سکتا ہے لیکن آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا اس لیے وہ صرف اندازے لگاتا ہے۔ اندازہ وہ راستہ ہے جس کے ذریعے آپ کسی شے، فرد، حوالوں سے جان کر اپنی غیر حتمی رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اندازے رنگ دار عینک کی مانند ہوتے ہیں۔ اگر آپ نے کالی عینک لگا کر دنیا دیکھی ہے تو رنگوں سے بھری ساری دنیا آپ کو کالی نظر آئے گی۔ لوگ کوئی اندازہ لگانے کے بعد غیر ارادی طور پر اس کی تصدیق کے لیے ثبوت تلاش کرنے لگتے ہیں اور عام طور پر انھیں اندازے کے حوالے سے ثبوت مل ہی جاتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کا اندازہ یقینِ محکم کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ وہ یقین جو حقیقت پر مبنی نہ ہو زندگی کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔

نوجوان اپنی ذات اور صلاحیتوں کے حوالے سے غلط اندازے لگاتے رہتے ہیں اور لوگوں کی رائے وصول کرتے رہتے ہیں۔ یہ اندازے ان کی صلاحیتوں کو محدود کر دیتے ہیں۔ محدود صلاحیتیں محدود نتائج کو جنم دیتی ہیں۔ اپنے بارے میں قائم کردہ اندازے آپ کی حد بندی کر سکتے ہیں اور آپ کی کامیابی کی راہ میں حائل بھی ہو سکتے ہیں۔ بادشاہ کے دشمنوں نے شہزادے کو انتہائی غلیظ ماحول میں رکھا تا کہ وہ نفسانی خواہشات کا عادی ہو جائے اور کل کو بادشاہ بننے کا اہل نہ رہے لیکن ایک طویل عرصے تک غلاظت بھرے ماحول میں رہنے کے باوجود بھی شہزادے نے کوئی غلط کام نہ کیا۔ شہزادے سے سوال پوچھا گیا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ تم نے [illegible] ماحول میں [illegible] نہ لگا۔ شہزادہ بولا "یہ رستہ میں اس لیے [illegible] [illegible] ہوں" اور ایک وقت ایسا آیا کہ [illegible]

[illegible]

چاہیے۔ آسائشوں کی تلاش ضرور کریں لیکن ان آسائشوں میں دوسروں کو بھی شریک کریں اس طرح خدا تعالیٰ آپ کو ہمیشہ آسائشوں میں ہی رکھے گا۔

علم کسی کے باپ کی وراثت نہیں خدا چاہے تو جاہلوں کے درمیان ایک دانا بھیج سکتا ہے۔ انتہائی احمق کی حماقت کو برداشت کرنے سے ملتی ہے۔ وہ جگہ جہاں پانی رک جائے گندہ جوہڑ بن جاتی ہے اور بہتا پانی ہمیشہ تازگی کا احساس بخشتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ دنیا میں دو ہی قسم کے انسان ہیں ایک وہ جو علم کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو علم تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ ان دو کے علاوہ جو انسان بچتے ہیں وہ انسان نہیں جانور ہیں۔ انسان علم حاصل کرتا رہے اور علم بانٹتا رہے تو صاحب علم کا درجہ پالیتا ہے ورنہ جاہل کہلاتا ہے جب آپ مطالعہ اس لیے کرتے ہیں کہ میں نے اس سے اپنی ذات کے علاوہ دوسروں کو بھی بھلا دینا ہے تو علم خود آپ کی طرف کھنچا آتا ہے۔ علم بانٹنا بھی سخاوت کے زمرے میں آتا ہے۔

فضول خرچ کا مستقبل تاریک ہوتا ہے اور جو کنجوس ہوتا ہے اس کا مستقبل نہ تاریک ہوتا ہے نہ روشن بلکہ اس کا صرف حال ہی حال ہوتا ہے جو کہ بدحال ہوتا ہے۔ کنجوس انسان کی بدقسمتی دیکھیے کہ وہ کسی کے مال کی حفاظت میں مصروف ہوتا ہے اور وہ جمع شدہ مال اُس کے اپنے کام بھی نہیں آتا۔ مال کی اتنی حفاظت کے بعد جب وہ [illegible] رخصت ہوتا ہے تو اس کے گنے ہوئے مال کو اس کے اصل وارث بغیر گنے بانٹ لیتے ہیں۔ اگر آپ کا اپنا مال آپ کے اپنے کام نہیں آ رہا تو یہ مال آپ کا نہیں [illegible] مال کو اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیجیے۔ صاحب علم بھی [illegible]

[illegible]

اور یوں وہ ایک دوسرے کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ در حقیقت متاثر ہونے والے کی اصل فطرت بیدار ہو جاتی ہے۔

ایک چھوٹا بچہ اپنے بچپن کے دنوں میں ہی ماحول سے اثر لیتا ہے اور فوجی بننے کا، پائلٹ بننے کا اور کبھی کھلاڑی بننے کا خواب دیکھ لیتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خواب ہی آخر کار حقیقت بنا کرتے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی یہ خواب دیکھ لے کہ اس نے تنومند، سایہ دار اور گھنا درخت بننا ہے تو قطعاً بعید نہیں کہ مستقبل میں وہ ایک سایہ دار پیڑ کی مانند دوسروں کے لیے نفع بخش ہو اس لیے ایک عظیم انسان سے متاثر ہونے کے بعد ایک بہتر انسان ہونے کی تمنا اور خواب انسان کو نکھار دیتا ہے۔

ہر معاشرے و تہذیب اور تاریخ میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو رہتے تو دنیا پر ہیں مگر دنیا میں رہتے ہوئے بھی وہ لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہی اس معاشرے و تہذیب اور تاریخ کے رول ماڈل ہوتے ہیں۔ انہیں کے دم سے نئی تاریخ رقم ہوتی ہے۔ جب تاریخ دان تاریخ لکھ رہا ہوتا ہے تو یہ لوگ تاریخ بنا رہے ہوتے ہیں۔

آج بے شمار نوجوان یہ گلہ کرتے ہیں کہ ہمیں رول ماڈل نہیں ملتا۔ اس کی ایک وجہ تو بے مقصد زندگی ہے۔ نوجوان یہ نہیں جانتا کہ اس زندگی کے بدلے میں وہ کیا حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ زندگی کو کس خواہش اور مقصد کے زیرِ تابع گزارنا چاہتا ہے۔ دوسری بڑی وجہ وہ غلط سنگت ہے جو بہتری اور اچھائی کے راستے کو روکے ہوئے ہے۔

حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں کہ "اگر ہم سفر ہم خیال ہوں تو ساتھ سہل [illegible] ہے"۔ "ایک طالب علم کا بہت بڑا اثاثہ دو اچھے دوست ہیں جو زندگی بھر [illegible]

[illegible]

★ یہ وہ شخصیت ہے جو ہر مسلمان کا رول ماڈل ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے جن کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بہترین نمونہ قرار دیا۔

OO

خوش رہنے کا فن

کون خوش نہیں رہنا چاہتا۔ لیکن خوش رہنے کے فن سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے لوگ خوشیاں میسر نہیں کر پاتے۔ خلیل جبران کہتا ہے کہ "ہر حال میں خوش رہا جا سکتا ہے اور اگر تم نے ہر حال میں خوش رہنے کا فن سیکھ لیا ہے تو یقین کر لو کہ تم نے زندگی کا سب سے بڑا فن سیکھ لیا ہے"۔ خوش رہنا پریشان رہنے سے زیادہ آسان ہے لیکن اس کو سیکھنے سے پہلے آپ کو ان وجوہات کا علم ہونا چاہیے جن کی وجہ سے لوگ عموماً ناخوش رہتے ہیں۔

1۔ انسان خوش نہیں رہ سکتا جب اسے وہ کچھ مل رہا ہو جو وہ چاہتا نہیں اور وہ کچھ نہ مل رہا ہو جو وہ چاہتا ہے۔

2۔ دوسروں میں دلچسپی نہ لینے والا خوش نہیں رہ سکتا۔

3۔ خوشی مانگنے سے نہیں ملتی بلکہ یہ تو بانٹنے سے ملتی ہے۔

4۔ دوسروں سے زیادہ توقعات وابستہ کرنے والا خوش نہیں رہ سکتا۔

5۔ وہ خوش نہیں رہ سکتا جو کسی شرط (Condition) کی بنیاد پر خوش ہے مثلاً اگر مجھے فلاں چیز ملے گی تو میں خوش ہوں گا۔

6۔ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت بڑا کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ کبھی خوش [illegible]

7۔ ہر چیز اور ہر کام میں غلطیاں تلاش کرنے والا بھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔

8۔ وہ شخص کبھی خوش نہیں ہو سکتا جس کے رویے میں لچک نہ ہو۔

9۔ فارغ رہنے والا اور بے مقصد زندگی گزارنے والا اطمینان اور سکون نہیں پا سکتا۔

ان وجوہات پر غور کریں کہ آپ کس وجہ سے ناخوش ہیں۔ یہ یاد رکھیں کہ آپ کا خوش رہنا بہت ضروری ہے کیونکہ لوگ اس انسان کو پسند کرتے ہیں جو خوش رہتا ہے۔ جب آپ خوش ہوں گے تو آپ دوسروں کے ساتھ مہربان اور ہمدرد ہوں گے۔ آپ کا رویہ مثبت ہوگا۔ آپ دوسروں میں خوشی تب ہی پھیلا سکتے ہیں جب آپ خود خوش ہوں۔

"دل کا مضبوط قلعہ بھی تلوار کی طاقت سے فتح نہیں ہوتا اس کے لیے بھی مسکراہٹ چاہیے۔"

آپ کے خوش رہنے سے آپ کا دوسروں پر (impression) اچھا اثر پڑے گا اور آپ کے روابط وسیع ہوں گے۔ آپ کی مسکراہٹ آپ کی صحت کو بہتر بنانے کا موجب بنتی ہے۔ خوش باش انسان پریشان انسان سے لمبی عمر پاتا ہے۔ خوش لوگ دل کے مریض نہیں بنتے کیونکہ خوش لوگ تو دوسروں کے دل جیتنے کے فن کو پا چکے ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے مسکراہٹ کو صدقہ قرار دیا ہے۔ خوش رہنے سے آپ کے دل کی کدورت و نفرت ختم ہو جاتی ہے۔

"اگر تم ہنستے ہو تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہنستی ہے لیکن اگر تم روتے ہو تو یہ کام تمھیں اکیلے ہی کرنا پڑے گا۔" [illegible]

دنیا کے عظیم ترین لوگ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مسکرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ خوش نہیں ہیں تو یہ سوچیے کہ آج کا دن کسی انجان کے لیے شاید کتنی خوشیاں لے کر آیا ہوگا۔ اس نامعلوم کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لیے مسکرایا جا سکتا ہے۔ آپ کی مسکراہٹ محبت اور امید بانٹتی ہے۔ خوش رہنے کے آسان نسخے پیش خدمت ہیں۔

1۔ اپنے پسندیدہ کاموں (Favourite Activities) کی لسٹ بنائیں اور ان کاموں میں خود کو مصروف رکھیں۔ مصروفیت پریشانی کو ختم کر دیتی ہے۔

2۔ دوسروں کی غلطیوں کو نظر انداز کرنے کی عادت اپنائیں۔ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا جو دوسروں کو معاف کر دیتا ہے۔

3۔ دوسروں کا شکریہ ادا کریں اور ان کے احسان مند رہیں لیکن ان سے شکریے اور احسان مندی کی توقع بالکل چھوڑ دیں۔

4۔ ہمیں ہر چیز نہیں مل سکتی اور ہماری ہر خواہش بھی پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ دنیا کسی ایک کی ملکیت نہیں ہے۔

5۔ اکثر لوگ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے پاس کیا کچھ ہے وہ رحمتوں کو شمار کرنے کی بجائے زحمتوں کو شمار کرتے ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کی مہربانیوں کو شمار کریں۔ زندگی میں جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ نظروں کے سامنے رکھیں اور محرومیوں کو بھول جائیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ کا دل سے شکر ادا کیا کریں۔ اس کے شکر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جن [illegible] اور خوبیوں سے اس نے آپ کو نوازا ہے۔ وہ اس مالک کے [illegible] تعلق ہو جیے۔

7۔ [illegible]

8۔ [illegible]

خوشیاں بانٹیں۔ اس طرح دوسرے آپ کی خوشی کا باعث بنتے رہیں گے۔

9۔ زندگی کا مقصد ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ یہ دیکھیں کہ آپ کی پریشانی آپ کے مقصد حیات میں رکاوٹ بن رہی ہے اس لیے خوش رہنا شروع کردیں۔

10۔ ماضی کے غم اور پریشانیاں آپ کی یادداشت میں محفوظ ہیں ان کو بھلا دیں یہ ناخوشی کا سبب بنتی ہیں۔ ان کی جگہ خوشگوار یادوں کو ذہن میں جگہ دیں۔

جن لوگوں کو ہم نے اپنی موت کا غم دے کر جانا ہے کیوں نہ ان کو زندگی میں کوئی خوشی دی جائے۔ (حضرت واصف علی واصفؒ)

کوئی ایسا دوست جس کو آپ مسکراتا ہوا دیکھیں تو آپ کو بھی خوشی ہوتی ہے اس کو ہمیشہ اپنے تصور میں مسکراتا ہوا ہی دیکھیں اس طرح آپ کا چہرہ بھی کھل اٹھے گا۔

قرآن میں رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میری رحمت سے ناامید نہ ہونا"۔ پُر امید لوگ ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔ آپ بھی اللہ کی رحمت اور فضل کی امید وابستہ کریں۔ وہ آپ کو سکون واطمینان سے مالا مال کردے گا۔ آخری بات یہ کہ یاد رکھیں ہم لوگوں کا مقدر نہیں بدل سکتے، ہم انھیں مال و دولت بھی نہیں دے سکتے اور نہ ہی ہم بیماروں کو صحت دے سکتے ہیں لیکن ان زندگی کے ماروں اور بے چاروں کو مسکرا کر مسکراہٹ ضرور دے سکتے ہیں۔ چلیں سارے کام چھوڑیں اور تھوڑا سا مسکرا دیں۔ شکریہ

OO

کتاب بہترین دوست

اس دنیا پر حکمرانوں سے زیادہ کتابوں نے حکومت کی ہے۔ انسان کی شخصیت کی صورت گری کرنے والے جہاں بے شمار عوامل ہیں وہیں ایک اہم ترین "مطالعہ کتب کی عادت" ہے۔ مطالعہ کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ اس لیے اکثر دیکھا گیا ہے کہ کتابوں کے مطالعے نے انسان کے مستقبل کو بنا دیا۔ برنارڈ شا کہتا ہے۔

"جو شخص اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں رکھتا، وہ معراج انسانی سے گرا ہوا ہے"

کئی دانش ور اور صاحب علم تو یہ بھی کہتے ہیں کہ "کپڑے چاہے پرانے پہنو لیکن کتاب ضرور خریدو اور اسے پڑھو" ہمیں عمل پر اکسانے والے کمانڈر ہمارے خیالات ہوتے ہیں جتنے اچھے اور قوت کے حامل خیالات ہونگے اتنا ہی ہمارا عمل جاندار ہوگا اور ہمیں بہترین نتیجہ دے گا۔ قوت کے حامل اور طاقت ور خیالات کا حصول بھی کتب بینی سے ہی ممکن ہے۔

مصنف کے وہ خیالات جو اسے زندہ جاوید بنا دیں اس کی تمام تصانیف پر حاوی ہوتے ہیں۔ [illegible] کسی عظیم شخص کی تحریر کو پڑھ کر آپ بھی کسی حد تک اس [illegible] محبت [illegible] سوچنے لگتے ہیں۔ اقبال کی شاعری کو [illegible]

[illegible]

کتاب پڑھ لینے کے بعد آپ کی شخصیت میں مصنف اپنا حصہ ڈال چکا ہوتا ہے۔ اس لیے لوگ ان مصنفوں کی تحریروں کو متاثر ہو کر پڑھتے ہیں انہی کی طرح سوچنے لگتے ہیں محسوس کرنے لگتے ہیں انہی کی طرح تخیل کو استعمال کرنے لگتے ہیں۔

ایک دانا کی دانائی بھری بات آپ کے لیے مشعل راہ ہو سکتی ہے۔ ایک اچھا مصنف بھی تحریر کو صفحات پر نہیں بلکہ اپنے پڑھنے والے کے دلوں پر لکھ رہا ہوتا ہے اس لیے اچھی کتاب کا مطالعہ بہت عرصے بعد تک آپ کی شخصیت کو چار چاند لگاتا رہتا ہے اور آپ کو کامیابی کی راہ پر گامزن رکھتا ہے۔ جس طرح اچھی کتاب اچھے نتائج فراہم کرتی ہے اسی طرح بری کتاب روح کو مار ڈالتی ہے۔

''دوستوں کی طرح کتابوں کا انتخاب بھی پوری احتیاط اور توجہ سے کرنا چاہیے'' کیونکہ ایک اچھی کتاب آپ کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ چند شخصیت ساز کتب:

1۔ کتاب مجید (قرآن پاک)
2۔ حدیث کی کتب
3۔ سیرت رسولؐ
4۔ صحابہ کرامؓ کی حیات و تعلیمات
5۔ اولیاء کرام کی حیات و تعلیمات
6۔ اچھے مذہبی مفکرین کی کتب
7۔ واصف علی واصفؒ صاحب کی کتب
8۔ کامیاب لوگوں کی سوانح عمریاں
9۔ Self Help کی بکس
10۔ اقبال، رومی، رازی اور [illegible] کی کتب

[illegible]

[illegible]

سب مشکلات [illegible] اپنے وقت کے بہتر استعمال کے [illegible]

[illegible] کریں۔

5۔ لمبے گہرے سانس لے کر خود کو Relax کریں اور تصور میں سوچیں کہ آپ کی مشکلات کا حل آپ کو آپ کا Role Model بتا رہا ہے ان کو بعد میں نوٹ کر لیں اور استعمال کریں۔

6۔ وہ کام جو مشکل محسوس ہو اسے بار بار دہرائیں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ دہرائی مہارت کی ماں ہے۔

7۔ جو کام مشکل ہونے کے باوجود کرنا پڑے اس کے کرنے سے کون کون سے فائدے آپ کو حاصل ہو سکتے ہیں ان کو کاغذ پر لکھ لیں اور دن رات دہرائیں۔ آپ ان کو اپنی آواز میں ٹیپ پر ریکارڈ بھی کر سکتے ہیں لیکن ریکارڈنگ کے دوران اپنی آواز تھوڑی سی خوبصورت اور منفرد رکھیں پھر اسے بار بار سنیں مشکل کام آپ کو آسان لگنے لگیں گے۔

8۔ کسی بڑے کام کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے ترتیب دیں پھر سرانجام دیں کام بہت آسان معلوم ہوگا۔

9۔ مشکل کام کر کے خود کو انعام دیا کریں مثلاً آپ کوئی کام مکمل ہونے پر اچھے ریسٹورنٹ سے کھانا کھا سکتے ہیں۔ اس طرح آپ کا مشکل کام کرنے کو دل چاہنے لگے گا۔

10۔ مشکل کام کرنے سے پہلے آنکھیں بند کر کے دو یا تین بار تصور میں وہ کام کر کے دیکھیں اس طرح کام آسان ہو جائے گا۔

11۔ [illegible]

ان الفاظ کو بہتر الفاظ سے بدلا جا سکتا ہے۔ "میں بہت پریشان ہوں"۔ "میں تھوڑا سا پریشان ہوں"۔ "میں خوش نہیں ہوں" یہ تینوں فقرے بظاہر ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں لیکن تینوں الگ الگ جذبات کو پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے منفی کیفیت کے وقت زبان سے بولے جانے والے الفاظ کو شعوری طور پر منتخب کریں۔

"جو اپنی مصیبت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے خدا اس کی مشکل کو دور نہیں کرتا" (حدیث شریف)

ہمارے ملک کے لوگ بہت جذباتی ہیں۔ چھوٹی سی گالی پر قتل و غارت کی نوبت آجاتی ہے۔ یہ بھی الفاظ کے ساتھ جڑے احساس کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی غصے میں آپ کو کسی جانور کا بچہ کہتا ہے تو عموماً 99% لوگوں کو شدید غصہ آجائے گا۔ لیکن اس دفعہ کو اگر حقیقت کی بنیاد پر پرکھیں تو آپ تو انسان کے بچے ہیں کسی جانور کے بچے نہیں۔ آپ کو تو اس شخص کی عقل پر شک کرنا چاہیے لیکن گالی سنتے ہی لوگ الفاظ کو برے احساس میں بدلتے ہیں اور یہ احساس انہیں ایک برے رویے تک لے جاتا ہے جو شاید کسی جانور کے بچے کے پاس بھی نہیں ہوتا۔

جب آپ کہتے ہیں کہ آپ پریشان ہیں تو نفسیاتی طور پر پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ پریشانی حل کرنے کی طاقت آپ میں ختم ہو جاتی ہے اور مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ دنیا کے زیادہ تر لوگ پریشانی پر توجہ کرتے ہیں۔ بہت کم لوگ پریشان ہوئے بغیر حل پر اپنی توجہ مرکوز کر دیتے ہیں اور آخر کار حل پا لیتے ہیں۔ کیونکہ جو نہیں بدل سکتا اس کے متعلق کیا سوچنا تو کیوں نہ اس کو سوچیں جو بدل سکتا ہے۔ اس لیے پریشانی کے الفاظ کو [illegible] ہونے کے مترادف ہے۔ پریشانی میں جذبات کو بیان کرنے کے لیے [illegible] مجھے [illegible] نہیں کہ اس مسئلے کا حل مجھے [illegible]

[illegible] پریشان ہوں۔

[illegible]

Dictionary سے نکال دیں۔ دل پر غلبہ کرنے والے اور ہمت بڑھانے والے الفاظ استعمال کریں۔ یہ فلسفہ کی بات ہے کہ مجھے کیا اچھا نہیں لگتا یہ بتائیں کہ مجھے کیا اچھا لگتا ہے۔

"لفظوں کی قوت سے آگاہ ہوئے بغیر انسانوں کے جذبات کو سمجھنا ناممکن ہے۔" (کنفیوشس)

اپنے تجربات کو خوبصورت الفاظ سے سجائیں۔ آپ کی زندگی بدل جائے گی۔ جب کوئی حال پوچھے تو یہ کہنے کی بجائے کہ "میں ٹھیک ہوں" یہ کہیں کہ "میں بہت بہتر ہوں" یا "میں بہت اچھا محسوس کر رہا ہوں۔ انگریزی میں "Great" یا Fantastic بھی کہا جا سکتا ہے۔ کوئی کسی بہتر تجربے کے متعلق پوچھے تو صرف بہتر نہ کہیں بلکہ کہیں کہ "یہ بہت خوب تھا" یا "یہ بہت اعلیٰ تھا" ہمت کو کم کرنے والے اور بے کار جذبوں سے منسلک الفاظ کو زندگی سے نکالیں۔ یہ آپ کی شخصیت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ برے جذبات کی شدت کو الفاظ کے مناسب استعمال سے کم کریں اور اچھے جذبات کی شدت کو الفاظ کی قوت سے بڑھا دیں۔ اس سے آپ میں خوداعتمادی پیدا ہوگی۔

دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جن کی زندگی میں خوبصورت لفظوں کا اثاثہ کم ہوتا ہے۔ وہ گفتگو سے پہلے ہی اپنے جذبات کو عمل میں بدلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ دوسروں کو نقصان اور اذیت پہنچانے میں دیر نہیں لگاتے۔ انھیں مجرم بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے اپنی گفتگو میں خوبصورتی، بہادری، جواں مردی اور ہمت پیدا کرنے والے الفاظ کا ذخیرہ کریں کیونکہ ان الفاظ کی ادائیگی آپ کو زبردست جذبات سے آشنا کروا کر آپ کی شخصیت بدل دے گی۔ دوسروں کو اچھے الفاظ سے پکاریں۔ [illegible]

آپ Peon کو بھی صاحب کے لفظ سے بلائیں وہ بھی آپ کو "صاحب" کے مرتبے پر بحال ہونے سے فائز سمجھے گا۔

ہمارا ذہن ہر اس شے سے محبت کرتا ہے جو ہمیں اذیت سے نکالتی ہے اور مسرت عطا کرتی ہے۔ آپ اُن الفاظ سے محبت کریں جو آپ کو مسرت اور خوشی دیں اور اذیت سے نکالیں آپ کی زندگی باکمال ہو جائے گی۔ آج ہی اپنے ذہن منفی احساس میں ڈوبے جانے والے الفاظ تلاش کریں اور ان کی جگہ مثبت اور جوش دلانے والے الفاظ رکھ دیں۔ اس سے آپ اپنی زندگی کو کامیاب ترین بنانے کے راستے پر گامزن ہو جائیں گے۔

OO

[illegible] مسند تک پہنچا دیا۔ کوئی لیڈر بن کر پوری قوم کو (Lead) کرنے لگتا ہے۔
کوئی ہاتھ میں پکڑے برش اور رنگوں میں ڈبو کر شاہکار بنا دیتا ہے کوئی مٹی کو سونے
میں بدلنا جانتا ہے اور کوئی غور و فکر کے بعد حکمت و دانش کے موتی بکھیرنے لگتا ہے۔
نوجوان پر تجسس لہجے میں بولا "مگر سر یہ تو آپ عظیم لوگوں کی داستان سنانے لگے ہیں
ہم تو عام انسان ہیں ہم کیا کریں"؟ میں نے تعریف والے انداز میں اُس کا کندھا
تھپتھپایا اور کہا "شاباش بیٹا آپ کا سوال بہت شاندار ہے۔ اس دنیا میں عام انسانوں
کی بھی دو اقسام ہیں ایک وہ جو اپنی قابلیت اور صلاحیت کو جان جاتے ہیں اور دوسرے
وہ جو اپنی حقیقی صلاحیتوں کا کم اندازہ لگاتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ ناکامیوں پر مایوس
ہو جاتے ہیں اور دوسری قسم کے لوگ اول تو کامیاب نہیں ہوتے اور اگر ہو جائیں تو اپنی
کامیابی پر بھی حیرت کا اظہار کرتے ہیں اور کامیابی کو سنبھال نہیں پاتے۔ اپنی صلاحیت
کا علم نہ ہونا کوئی جرم نہیں کیونکہ صلاحیت کا پتا لگایا جا سکتا ہے۔ صلاحیت کی شناخت ممکن
ہے اور صلاحیتیں عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ اپنی حدود کو جانے لگتی ہیں لیکن
صلاحیت کا علم ہونے کے باوجود اس کو استعمال میں نہ لانا بہت بڑا جرم ہے" اس کی
آنکھوں کی نئی روشنی اور چمک میں بدل چکی تھی اُس نے ایک اور سوال کیا "کیا ایک
شخص دوسرے شخص میں کوئی صلاحیت پیدا کر سکتا ہے"؟ میں چند لمحات کے لیے خاموش
ہو گیا تاکہ اُس کے سوال میں موجود طلب میں مزید شدت آجائے اور بولا "ہر شخص کو
اپنے حصے کی صلاحیتیں ماں کے پیٹ سے لانا پڑتی ہیں یہ ورثے میں نہیں ملتیں۔ یہ
حسب نسب اور علاقے پر بھی انحصار نہیں کرتیں اس لیے کوئی گرو، استاد، مرشد اور رہبر
آپ میں کوئی صلاحیت پیدا نہیں کر سکتا ہاں آپ کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ابھار
اور نکھار سکتا ہے۔ بعض اوقات سخت محنت کے بعد آپ کی صلاحیت [illegible]
[illegible]
[illegible]

بھی نہیں سکتا۔ اکثر حالات اور مشکلات آپ کی صلاحیتوں کو چھپا دیتے ہیں لیکن یہ بھی
دیکھنے میں آیا ہے کہ سخت حالات نے صلاحیت کو نکھرنے میں مزید ہوا دی۔ پتھروں اور
ریت کے نیچے صلاحیت کے ہیرے چھپے ہوتے ہیں اور حالات کی سختی سے جو آنسو پیدا
ہوتے ہیں وہ اُن پتھروں اور ریت کو بہا لے جاتے ہیں اور صلاحیت کے ہیرے ہاتھ
آجاتے ہیں۔ کیونکہ متجسس اور باغی انسان پھر سے دریا کی مانند اپنا رستہ خود بنا لیتا ہے۔"
سر آخری سوال "ہمیں اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کا کیسے پتا چلے گا"؟ "یہ کوئی مشکل کام
نہیں کیونکہ اس کا بندوبست بھی اللہ تعالیٰ نے خود کر رکھا ہے۔ جس نے دنیا پر نظارے
بنائے اُس نے خود ہی دیکھنے والوں کو ان نظاروں کو دیکھنے کے لیے نظر بھی عطا کی۔ پھول
کے پاس اگر خوشبو عطا ہے شہد اور مکھیاں اسمی پائی جاتی ہیں اسی طرح آپ کے کاموں
کی لسٹ میں کوئی کام ایسا ضرور ہوگا جس کی آپ بار ہا تعریف وصول کر چکے ہوں
گے وہ الگ بات ہے کہ ہم پر تنقید کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور تعریف کا کم لیکن تعریف آخر
انسانوں میں موجود صلاحیتوں کی ہی تو ہوتی ہے۔ دنیا کے بازو باصلاحیت لوگوں کو خوش
آمدید کہنے کے لیے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ اس لیے اپنے اُن کاموں کے نکھار پر توجہ
مرکوز رکھیے جن کی وجہ سے آپ داد وصول کرتے رہتے ہیں اُن صلاحیتوں کو خدا تعالیٰ
کا تحفہ سمجھیے جو آپ کو مضطرب اور بے چین رکھتی ہیں کیونکہ آپ کی صلاحیت کا درخت
جب بھی تناور ہوگا اُس کا پھل آپ کی جھولی میں آکر ضرور گرے گا۔" اب بھی اُن کی
آنکھوں میں آنسو تھے اس سے پہلے کہ میں اُس سے آنسوؤں کے متعلق پوچھتا وہ بولا،
[illegible] آپ کے شکریے کے لیے آنکھوں کے دریچے سے باہر [illegible]
تھے۔

○○

کاروبار کی ٹینشن گھر لے جاتے ہیں اور بیوی بچوں کو منتقل کر دیتے ہیں اسی طرح گھر کی پریشانیاں [illegible] لے جاتے ہیں اور ادھر بھی درد بانٹتے رہتے ہیں۔ ایک زبردست اور قابلِ عمل اصول اپنائیں کہ دفتر اور کاروبار کا دروازہ بند کر کے گھر داخل ہوں۔ گھر میں آپ باس مین اور باس نہیں ہیں بلکہ آپ بچوں کے پاپا اور انکی بچوں کی ماما کے Husband ہیں۔ یہ وقت ان کا ہے ان سے باتیں کریں گپیں لگائیں کیونکہ اس سے بچوں کی نفسیات پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔ گھر کی خوشیاں ہی آپ کے رویے کو خوشگوار بنائیں گی اور آپ اگلے دن زیادہ توانائی اور جذبے سے کام کریں گے۔

اپنے ہم خیال اور ہمدرد دوست تلاش کریں ان کے ساتھ اپنا فارغ وقت گزاریں اور کسی اچھے موضوع پر گفتگو کریں۔ ان کی رائے لیں اور اپنی رائے کا اظہار کریں۔

ہم خیال اگر ہم سفر ہوں تو ساتھ منزل تک پہنچ جاتا ہے

(حضرت واصف علی واصفؒ)

ہر انسان کے اندر ایک بچے کا کردار چھپا ہوا ہوتا ہے اپنے اس کردار کو کبھی نہ مرنے دیں۔ بچوں کے ساتھ بچہ بن جائیں۔ اپنی ڈگریوں اور عہدوں کے بوجھ سر سے اتار کر گھر میں داخل ہوں۔ گھر سکون کی آماجگاہ ہوتا ہے اگر اپنا گھر سکون کا باعث نہ ہو تو یہ عذاب ہے۔ امن و سکون آسمان سے نہیں اترتا یہ پیدا کرنا پڑتا ہے ماحول کو خود خوشگوار بنانا پڑتا ہے۔ محبت اور عزت مانگنے سے نہیں ملتی بلکہ یہ تو دوسروں کو دینے سے ملتی ہے۔

انسان اپنا بہت وقت فکر اور پریشانی میں ضائع کر دیتا ہے کبھی ماضی کی تلخ یادیں اور پچھتاوے اور کبھی مستقبل کے اندیشے۔ ماضی تو ماضی تھا سو گزر گیا اور مستقبل جب آئے گا دیکھا جائے گا۔ کسی دن کو یہ فیصلہ کر کے گزاریں کہ آج ہر طرح کے [illegible]

ہوں۔ اس دنیا کی خوبصورتی پر غور کیجیے۔ ہم خامیاں تلاش کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ مکھی کی طرح ہمیں صرف گندگی تلاش کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ [illegible] بنیے اور پھول کی تلاش کیجیے۔

اکثر لوگ پورا ہفتہ چھٹی کا انتظار کرتے رہتے ہیں کہ چھٹی آئے گی تو بہت Enjoy کریں گے چھٹی آتی ہے اس دن ہماری صبح دیر سے ہوتی ہے، دوپہر اچانک گزر جاتی ہے اور شام اس لیے اداس ہو جاتی ہے کہ اگلے دن پھر وہی محنت۔ آئندہ چھٹی سے ایک دو دن پہلے اپنی فیملی یا دوستوں کے ساتھ مل کر کے چھٹی کو یادگار اور خوبصورت بنانے کی پلاننگ کریں۔ پھر اس کے مطابق چھٹی گزاریں آپ اداسیوں سے نجات پالیں گے۔ کبھی کبھی من پسند کھانا بنوائیں اور لطف لے کر کھائیں۔

کام کی بوریت سے نجات پانے کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ اپنے کام سے محبت پیدا کریں۔ محبت کی وجوہات تلاش کریں۔ مجھے ایک تعلیمی ادارہ چلاتے ہوئے [illegible] کام ہے لیکن میں 12-14 گھنٹے میں بھی نہیں تھکتا کیونکہ اس کام سے مجھے محبت ہو گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام مجھے سیکھنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ نئے نئے تجربات سے واسطہ پڑتا ہے اور آپ دوسروں کی کامیابی میں اپنا حصہ بھی ڈال سکتے ہیں۔ جو وقت آج ہے وہ کل نہیں رہتا جو شخص آج آپ کے ساتھ ہے ضروری نہیں کل بھی ساتھ ہو۔ یہ زندگی ویسے ہی مالک کی طرف سے ایک انعام اور تحفہ ہے [illegible] جو وقت سب سے قیمتی اور اہم شخص کے لیے نکالیں کیونکہ اس کی وجہ سے [illegible] سب۔ وہ قیمتی اور اہم شخصیت کوئی اور نہیں آپ خود ہیں۔

OO

ہو رہے ہیں۔ میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لیے اسی طرح کھڑا رہا حالانکہ میں اور میرے بچے
بھوکے تھے۔ الٰہی! اگر میرے اس عمل میں خلوص تھا تو ہماری اس مشکل کو آسان فرما
دے۔ اس دعا سے پتھر اپنی جگہ سے ہلا اور ایک سوراخ پیدا ہو گیا لیکن ہم لوگ اس
سوراخ سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ دوسرے ساتھی نے اس طرح دعا کی کہ خدایا تجھ پر
روشن ہے کہ میری ایک ہم زاد بہن تھی جس پر فریفتہ تھا لیکن وہ مجھ سے کسی طرح راغب
نہیں ہوتی تھی اور میرے کہنے پر عمل نہیں کرتی تھی۔ ایک سال سخت قحط پڑا۔ وہ قحط سے
عاجز آ گئی۔ وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اس کو ایک سو بیس دینار دیے۔ اس شرط پر کہ
وہ میرا کہا مانے۔ جب میں اس کے پاس گیا تو وہ کہنے لگی کیا تم کو خدا کا خوف نہیں
ہے؟ جو تم میری بکارت اس کے حکم کے بغیر زائل کرنا چاہتے ہو۔ میں نے خدا کے خوف
سے اس کو چھوڑ دیا اور پھر اس کا قصد نہیں کیا حالانکہ دنیا میں مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز
عزیز نہیں تھی۔ یا الٰہی اگر میرا یہ فعل تیری رضا کی خاطر تھا تو اس مشکل کو حل فرما دے۔
اس دعا سے اس پتھر نے پھر حرکت کی اور راستہ کچھ اور کشادہ ہو گیا مگر اب بھی اس سے
باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔

جب تیسرے کی باری آئی تو وہ کہنے لگا کہ "ایک بار میرے پاس کچھ مزدور کام
کر رہے تھے سب اپنی اپنی اجرت مجھ سے وصول کر کے لے گئے سوائے ایک شخص
کے وہ وہیں سے کہیں چلا گیا۔ میں نے اس کی اجرت کی رقم سے بکریاں خرید لیں اور
ان بکریوں کی میں نے تجارت شروع کر دی۔ مال بڑھتا گیا۔ ایک عرصہ دراز کے بعد
وہ شخص اپنی مزدوری لینے آیا۔ میرے پاس اس وقت اس کے مال میں سے بہت اونٹ،
گائیں، بکریاں اور چند غلام تھے۔ میں نے اسے کہا یہ سب تمہارا مال ہے۔ اس کو لے لو۔
اس نے کہا آپ مجھ سے مذاق کیوں کر رہے ہو؟ میں نے کہا میں مذاق نہیں کر
رہا [illegible] یہ سب مال تمہارا ہی ہے [illegible] دعا [illegible] الغرض [illegible]
[illegible]

[illegible] ۔ اس دعا سے وہ پتھر وہاں سے کھسک گیا [illegible] باہر نکل آئے۔

[illegible] ہر کسی کی زندگی میں آتی ہیں۔ پرانے وقت کی نیکی آج کی مشکل کو آسان کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کا ایک ایسا اکاؤنٹ بھی کھول رکھا ہے جس میں آپ کی نیکیاں جمع ہوتی جا رہی ہیں۔ سب دعائیں اور التجائیں فوراً منظور نہیں ہوتیں۔ کچھ جمع پونجی کسی اور وقت کے لیے ہوتی ہے۔ کئی نیکیاں تو ہماری آنے والی نسلوں کے لیے راحت کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ ہماری آج کی دعاؤں نے ہمارے کل کو متاثر کرنا ہوتا ہے اس لیے ہر نیکی کو فوراً نہیں مانگنا چاہیے "نیکی کر دریا میں ڈال" اور "کر بھلا سو ہو بھلا۔ انت بھلے کا بھلا" کہاوتیں اسی حقیقت کو واضح کرتی ہیں۔

قائداعظم سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنی محنت کرتے ہیں آخر آپ کی [illegible] انھوں نے فرمایا "میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب روزِ قیامت خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں تو وہ مجھے کہے کہ "مسٹر جناح آپ نے بہت کمال کا کام کر دیا" یہی میرا انعام ہوگا۔ اس لیے ہمیں انسانوں کی خدمت کر کے صلہ خدا سے طلب کرنا چاہیے۔ آپ کوئی بھی نیکی کرتے ہیں تو اپنی بساط (حیثیت) کے مطابق کرتے ہیں لیکن مالکِ کل کائنات اس کا صلہ اپنی شان کے مطابق دیتا ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ "بہت سے لوگ اس لیے جنت میں جائیں گے کہ دنیا میں ان کی دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔" [illegible] آپ [illegible] کو دیکھنے کی بجائے اپنی کوشش کرنے کے بعد اس سے دعا کرتے رہیے [illegible] سب سے اعلیٰ باب ہے۔

[illegible]

درحقیقت ایک بہت اہم راز آپ کو بتاتا چلوں کہ نیکی آپ دوسرے کے ساتھ نہیں کرتے ہو نیکی آپ اپنے ساتھ ہی کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ رب العالمین ایک دائرہ ساری نیکی و بدی کی صورت دہراتا رہتا ہے۔

OO

آپ کی ایمانداری دوسروں کو ایماندار بنا دیتی ہے

کاندھلہ اتر پردیش کا ایک مشہور قصبہ ہے۔ تقریباً ڈیڑھ صدی قبل وہاں پر مظفر حسین نامی ایک انتہائی خدا ترس عالم رہتے تھے۔ انھوں نے سات حج پیدل کیے تھے۔ کلام الٰہی کو ترجمے کے ساتھ سنانے کا زبردست ملکہ تھا۔ مولوی صاحب خود بھی اچھی باتوں پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کی تاکید کرتے۔ پورے علاقے میں ان کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ وعدے کے پابند اور زبان کے سچے ہیں۔ چاہے ان کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے، نہ وہ وعدہ خلافی کرتے اور نہ ہی جھوٹ بولتے ہیں۔

1866ء کا ذکر ہے جناب اپنے کنبے کے ساتھ کاندھلہ سے گنگوہ جارہے تھے۔ اس زمانے میں لوگ پیدل یا بیل گاڑیوں سے سفر کرتے تھے۔ ان کے خاندان کے لوگ بھی اسی طرح نکلے۔ راستے میں ڈاکوؤں کا ڈر تھا۔ ایک سنسان جگہ پر ان کے قافلے کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ حضرت نے جب محسوس کیا کہ ڈاکو حملہ کرنے والے ہیں تو وہ اپنی گاڑی سے اتر کر ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے اور اس سے کہا "حملہ کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لو" سردار نے پوچھا "کیا کہنا چاہتے ہو"۔

"میں تمہارے ساتھ ایک معاملہ کرنا چاہتا ہوں" سردار نے پوچھا "کیا معاملہ کرنا چاہتے ہو؟"

[illegible]

غرض بغیر حملہ کیے بھی پوری ہو سکتی ہے۔ تم ہماری عورتوں کو مت چھیڑنا۔ ہاتھ نہ لگانا۔ ہم اپنا سارا قیمتی سامان تمہارے حوالے کر دیں گے۔" سردار رضامند ہو گیا اور اس کے ساتھی ایک طرف بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب گھر والوں کے پاس آئے اور کہا: جس کے پاس جو زیور، پیسہ یا قیمتی سامان ہے مجھے دے دو۔ کوئی بھی چیز اپنے پاس نہ رکھو۔ عورتوں نے سب کچھ جمع کر کے مولوی صاحب کے حوالے کر دیا۔ وہ سارا اثاثہ لے کر سردار کے پاس گئے اور کہا: بھائی! دیکھو میں سب سامان لے آیا ہوں۔

سامان کی گٹھڑی ان کے حوالے کرنے کے ساتھ ہی ڈاکوؤں کا شکریہ بھی ادا کیا کہ انھوں نے ان پر اعتبار کیا اور عورتوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ ڈاکو سامان لے کر خوش ہو گئے اور مولوی صاحب کا قافلہ گنگوہ کی طرف چل پڑا۔ یہ قافلہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ قافلے کی عورتوں میں کھسر پھسر ہونے لگی۔ مولوی صاحب نے پوچھا: کیا بات ہے؟ پہلے تو عورتیں ہچکچائیں۔ لیکن جب مولوی صاحب نے سختی سے پوچھا تو ایک بی بی نے بتایا کہ فلاں لڑکی یہ کہہ رہی ہے کہ میں اپنی ہنسلی (گلے کا ایک زیور) کپڑوں کے نیچے چھپا لی تھی، اس لیے وہ میرے پاس بچ گئی ہے۔ یہ سنتے ہی مولوی صاحب نے گاڑی رکوائی اور نیچے اتر کر اس لڑکی سے کہا:

بی بی! یہ تو وعدہ خلافی ہے، ہم نے ڈاکوؤں سے وعدہ کیا تھا کہ سارا زیور اور مال انھیں دے دیں گے، اس لیے یہ زیور تو ان کا ہو چکا، لاؤ یہ مجھے دے دو، میں اسے ڈاکوؤں کو دے آؤں۔ اس نیک بی بی نے ہنسلی اتار کر مولوی صاحب کے حوالے کر دی۔ مولوی صاحب تیز تیز قدموں سے واپس وہاں پہنچے جہاں ڈاکوؤں کو چھوڑا تھا۔ ڈاکوؤں نے مولوی صاحب کو تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھ کر سمجھے کہ ان کی کسی سے مڈبھیڑ ہو گئی ہے اور وہ اپنا سامان لینے آ رہے ہیں۔ اس خیال سے انھوں نے ہتھیار اٹھا لیے۔ یہ دیکھ کر مولوی صاحب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا: بھائیو! تمہارا ایک [illegible] تمہاری امانت لوٹانے آیا ہوں۔ ٹھہرو،

رکھ دو اور اپنی امانت مجھ سے لے لو۔ یہ کہہ کر حضرت ڈاکوؤں کے سردار کے پاس پہنچے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: بھائی! میں تم سے معافی مانگنے اور تمہاری امانت واپس کرنے آیا ہوں۔ ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنا تمام روپیہ، پیسہ اور زیور وغیرہ تمہارے حوالے کر دیں گے۔ لیکن افسوس کہ ایک بچی نے یہ ہنسلی اپنے کپڑوں میں چھپالی تھی۔ اب تم یہ لے لو اور وعدہ پورا نہ کرنے پر جو قصور ہم سے ہوا، اسے معاف کر دو۔ بچی سے نادانی میں یہ غلطی ہوگئی تھی۔

مولوی صاحب کی بات سن کر ڈاکوؤں کا سردار حیران رہ گیا اور بولا آپ مولوی مظفر حسین کاندھلوی تو نہیں ہیں؟ اس علاقے میں ان کے سوا کوئی اور تو ایسا سچا آدمی سننے میں نہیں آیا۔

مولوی صاحب نے فرمایا ہاں بھائی! مظفر حسین میرا ہی نام ہے۔ یہ سنتے ہی ڈاکوؤں کا سردار رونے لگا اور مولوی صاحب کے قدموں میں گر کر کہنے لگا

مولوی صاحب! آج سے میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے معاف کر دے۔

دوسرے سارے ڈاکوؤں نے بھی اپنے اس کام اور سارے گناہوں سے توبہ کر لی اور مولوی صاحب کے قافلے سے لوٹی ہوئی ایک ایک چیز واپس کر دی اور عہد کیا کہ ہم نے آج تک جن لوگوں کو لوٹا ہے یا انھیں تکلیف دی ہے انھیں تلاش کر کے ان سے چھینا ہوا سامان اور روپیہ واپس کر دیں گے یا ان سے معافی مانگیں گے۔

"ایمان دار شخص وہ ہے جس سے لوگ اپنے مال و جان کو محفوظ سمجھیں۔" (حدیث شریف)

ایمان داری ایک ایسا ہیرا ہے جو ہر پتھر کو کاٹ دیتا ہے لوگ سچے [illegible] [illegible] ہوتے [illegible] سے [illegible] متاثر ہو جاتے ہیں۔ آج کی تم طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں اس [illegible]

ہاں نہ سب پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتے ہیں۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ برصغیر میں اسلام پھیلانے میں بزرگانِ دین کے ساتھ ساتھ مسلمان تاجروں کا بڑا ہاتھ تھا کیونکہ وہ [illegible] ایماندار تھے جس کی وجہ سے اقوام غیر فوراً متاثر ہو جاتیں تھیں اور اسلام کی طرف راغب ہونے لگتیں تھیں۔

دنیا کے کامیاب اور امیر ترین لوگوں پر تھامس سٹینلے نے کئی سال تک ریسرچ کی اور ان کی کامیابی و کامرانی کی سب سے بڑی وجہ ایمانداری پائی۔ آپ بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک آپ ہر کام ایمانداری سے سرانجام نہیں دیتے۔ ایمانداری بہترین حکمت عملی ہے دھوکے بازی، بددیانتی، فریب کاری اور جھوٹ کی تربیت (Training) ہمیں فلموں، ٹی وی پروگراموں، اشتہارات اور گھر کے ماحول سے ملتی ہے۔ آج کل اسی لیے بددیانتی سے کام لینا ہمارے لیے ایک کھیل اور تفریح بن گئی ہے۔ بددیانتی کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ کوئی شخص بھی آپ سے ایک بار بھی دھوکہ کھانے کے بعد اس کی نظروں میں آپ کا کردار اور ساکھ تباہ ہو جائے گی۔ بددیانتی تعلقات کو تباہ کر دیتی ہے یہ ہمیں اطمینان اور سکون سے بھی محروم کر دیتی ہے۔

باعزت انداز میں ناکام ہو جانا بے عزت ہو کر کامیاب ہونے سے بہتر ہے۔ بعض شکستیں فتوحات سے زیادہ فائدہ مند ہوتی ہیں۔ بددیانتی سے جیت جانا کردار کی ناکامی کی علامت ہے۔ کسی فرد کے کردار کی حقیقی آزمائش یہ ہے کہ وہ کیا کرتا ہے جو وہ کبھی نہ کرتا جب کہ اسے علم ہو کہ وہ پکڑا نہیں جائے گا۔ ایماندار لوگ [illegible] ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھ رہا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"ایماندار تاجر آخرت کے روز صالحین، صدیقین، شہداء اور انبیاء کی صف میں کھڑا ہوگا۔" (حدیث شریف)

OO

آپ کی اصل شناخت

تقریباً سو سال پہلے ایک شخص نے صبح کے وقت اخبار دیکھا۔ وہ یہ پڑھ کر حیران اور خوف زدہ ہو گیا کہ اس کا نام فوت ہو جانے والوں کے کالم میں درج تھا۔ اخبار میں غلطی سے اس کی وفات کی اطلاع شائع ہو گئی تھی۔ یہ خبر پڑھنے سے اسے سخت صدمہ ہوا۔ اس نے سوچا "کیا میں زندہ ہوں یا مر چکا ہوں؟" تھوڑی دیر بعد جب اس کے حواس بحال ہوئے تو اس نے سوچا کہ لوگوں نے اس کے حوالے سے کن تاثرات کا اظہار کیا ہے؟ وفات کی خبر کی سرخی تھی "ڈائنامائٹ کنگ فوت ہو گیا" خبر میں لکھا تھا، "وہ موت کا تاجر تھا۔"

درحقیقت وہ شخص ڈائنامائٹ بم کا موجد تھا۔ جب اس نے پڑھا کہ اس کے لیے "موت کا تاجر" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں تو اس نے خود سے پوچھا "کیا لوگ مجھے ان الفاظ میں یاد رکھیں گے؟" اس نے سوچا کہ وہ تو اس طرح یاد رکھا جانا نہیں چاہتا۔ اس دن سے اس نے امن کے لیے کام شروع کر دیا۔ ڈائنامائٹ کنگ دراصل الفریڈ نوبل (Alfred Nobel) تھا اور آج اسے عظیم ترین نوبل پرائز کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ آپ کا اصل اثاثہ (Asset) کیا ہے؟ آپ مرنے کے [illegible]

مطلب یہ ہے کہ آپ کے افکار امر ہو گئے۔ سقراط نے افلاطون کو پڑھایا، افلاطون نے ارسطو کو اور ارسطو نے سکندر اعظم کو۔ ہر کوئی دوسروں کے علم اور نام کو زندہ رکھنے کا باعث بنا۔ اگر علم ایک فرد سے دوسرے کو منتقل نہ ہوتا تو اب تک علم مر چکا ہوتا اور آج ہر فرد اپنا اپنا پہیہ ایجاد کر رہا ہوتا۔

گزشتہ صدی میں روکفلر کا شمار دنیا کے سب سے زیادہ مالدار افراد میں ہوتا تھا۔ وہ کبھی ایک مزدور تھا اور پندرہ پندرہ گھنٹے روزانہ کام کرتا تھا۔ 1929ء میں جب اس نے اپنے کام سے ریٹائرمنٹ لی تو اس کی دولت کا اندازہ 23 کروڑ پاؤنڈ تھا جو اس وقت کی ایک بہت بڑی رقم تھی۔ اتنی بڑی رقم ایک مزدور نے کہاں سے جمع کر لی؟ دراصل جوانی میں جب اس نے مزدوری شروع کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی آمدن کا دس فیصد خیرات کرے گا۔ اس نے خیرات کے ذریعے غریب لوگوں اور یونیورسٹیوں کی مدد کی اور خیرات کی برکت سے وہ امیر ترین شخص بنا اور اس کا نام بھی آج تک زندہ ہے۔ مجموعی طور پر اس نے اپنی زندگی میں ستر کروڑ پاؤنڈ خیرات کیے۔ کسی انسان کو بھی اس بات پر عزت و محبت نہیں ملی کہ اس نے کیا کچھ حاصل کیا ہے بلکہ اس بات پر کہ اس نے کیا کچھ دوسروں کو دیا ہے۔

زندگی یہ نہیں کہ آپ کتنے خوش ہو زندگی یہ ہے کہ دوسرے آپ سے کتنے خوش ہیں۔ جو شخص صرف اپنا ہی خیال کرے وہ حیوانی سطح پر زندگی گزار رہا ہے کیونکہ حیوانات بھی کسی کا خیال نہیں رکھتے اور جو شخص اپنا بھی خیال رکھے اور دوسروں کا بھی وہ انسان ہے اور جو اپنا خیال کم اور دوسروں کا زیادہ رکھے وہ "اللہ کا دوست" ہے اور ایسا انسان مرنے کے بعد بھی زندہ رہے گا۔

عظیم انسان بھی مر جاتے ہیں لیکن موت ان کی عظمت [illegible]

[illegible]

[illegible]

انسان مر کر لوگوں کے دلوں میں چلا جاتا ہے اور لوگ یاد کے ذریعے اسے زندہ رکھتے ہیں۔ اب فیصلہ آپ پر ہے کہ صرف اپنے لیے زندہ رہنا ہے یا سب کے لیے؟ قبر میں جانا ہے یا لوگوں کے دلوں میں دفن ہونا ہے؟ ایک اچھی یاد بننا ہے یا نشانِ عبرت؟

OO

آخری الفاظ... زندگی کا عنوان

صبح کی ملاقات کا تاثر ابھی باقی تھا۔ وہ بار بار کہہ رہے تھے "وقت بہت تھوڑا ہے، وقت بہت تھوڑا ہے" بیماری کی وجہ سے ناامیدی طبیعت پر غالب تھی۔ لیکن پھر وہ ناامیدی کو نظر انداز کر کے ماضی کی ان یادوں کو بیان کرنے لگتے جو ان کے لیے ابھی تک امید کا باعث بنی ہوئی تھیں۔ معصومیت بھرا بچپن اور شرارتوں بھری جوانی کے دنوں کی یادیں ان کے لیے خزانے سے کم نہ تھیں۔ پورے خاندان کے سربراہ ہونے کے ناطے آج ہر کوئی ان کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ آج اُن کی باتوں سے یہ احساس نمایاں تھا کہ بڑھاپا ایک انداز نظر کا نام ہی تو ہے لیکن بڑھاپا دنیا کی سب سے سخت اور جان لیوا بیماری بھی ہے۔ شیخ صاحب نے سخت محنت اور ایمان داری کے ساتھ اپنے کاروبار کو وسعت دی۔ اپنے بچوں کی تربیت کے لیے مسجد کے مولوی اور مدرسے کے استاد پر انحصار کرنے کی بجائے خود اپنے بچوں کے لیے رول ماڈل بنے۔ یہی وجہ تھی کہ آج اُن کے بچوں کے بچے بھی اپنے نانا اور دادا کی محبت کو اپنے لیے ایک تحفہ سمجھتے تھے۔ [illegible] پہلے وکیل صاحب کو بلا کر تمام جائیداد اور کاروبار کی منصفانہ تقسیم کر دی گئی [illegible]

داستانیں، کی گفتگو، بے شمار تعلقات اور لاتعداد باتیں نامکمل ہی رہ جاتی ہیں۔ دنیا
کا عجیب میلہ ہے، کسی کے دم سے سلامت زندگی اور کسی کے دم سے قیامت زندگی۔
جیسے پورے دن کی تھکان اتارنے کے لیے رات کی نیند ضروری ہے ویسے ہی پوری
زندگی کی تھکان اتارنے کے لیے موت کی نیند بھی بہت ضروری ہے۔ ڈاکٹر بار بار
آکسیجن ماسک لگانے کی کوشش کرتا رہا اور بڑے میاں ہاتھ سے ماسک کو جھٹک کر خدا
کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتے رہے اور آخر کار اقرار
کے اظہار کے دوران زندگی کا سورج غروب ہو گیا۔ ایک کمال زندگی کا باکمال اختتام۔

موت سے پہلے بولے گئے آخری الفاظ بھی پوری زندگی کا فلسفہ بیان کر دیتے
ہیں۔ خدا کے بھروسے پر زندگی گزارنے والا خدا ہی کے حوالے زندگی کر دے تو موت
سکون کی ہے۔ موت کا خوف موت سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ موت کا خوف اس
لیے ہے کہ [illegible] کی زندگی بے مقصد گزر گئی۔ آخری وقت پر خلیفہ ماموں رشید
کی زبان سے یہ الفاظ نکلے "اے وہ جسے کبھی موت نہیں آئے گی اس پر رحم فرما جو مر رہا
ہے" آخری وقت کے قریب سکندر اعظم جس نے دنیا فتح کی اُس سے لوگوں نے پوچھا
کہ آپ اپنی سلطنت کس کے حوالے کر کے جا رہے ہو؟ سکندر بولا "سب سے زیادہ
طاقتور کے لیے" مشہور شاعر جان ملٹن بولا "پردہ گرا دو یہ کھیل ختم ہوا" قائد اعظم محمد
علی جناح کے آخری الفاظ تھے "اللہ پاکستان" شیر شاہ سوری بولا "روح کے نکلنے کا
وقت ہو گیا ہے" اور ٹیپو سلطان شہید بولے "اسی طرح تیزی سے آگے بڑھتے رہو"
اور ہمارے پیارے نبیؐ آخری لمحات میں بھی اپنی امت کو یاد کر کے فکر مندی کا اظہار کر
رہے تھے۔

[illegible]

شخص کو کامیابی کی [illegible] مہیا کرتے ہیں۔ خوبصورت انداز [illegible]

[illegible] والے پیغام کامیابی کی تاثیر میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

قاسم علی شاہ انسانی ترقی و بھلائی کا پیغام ہر سو پھیلا رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کی بے لوث کاوش کو معاشرے میں مثبت تبدیلی کا موجب بنائے۔

صغیر احمد

[illegible] مین (ٹریڈرز اینڈ ڈیلرز ایسوسی ایشن آف پاکستان)

کچھ اساتذہ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے شاگردوں کے لیے باعث فخر و افتخار ہوتے ہیں لیکن یہ ایک عام سی بات ہے۔ خاص بات تو یہ ہے کہ کوئی شاگرد اتنا قابل اور باکمال نکلے کہ وہ اپنے اساتذہ کے لیے باعث فخر بن جائے۔ "کامیابی کا پیغام" کے مصنف قاسم علی شاہ میرے ایسے ہی نابغہ روزگار شاگردوں میں سے ایک ہیں جو میرے لیے فخر کا باعث ہیں۔ آج قاسم علی شاہ کامیابی کی سائنس اور آرٹ پر لکھنے والے پاکستان کے چند چوٹی کے افراد میں شامل ہیں۔ ان کی تحریریں اخباروں کی زینت بنتی ہیں [illegible] قارئین کی زندگیوں میں خوشی و مسرت کے پھول [illegible] ہیں۔
"کامیابی کا پیغام" جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، اسے ضرور پڑھیے، بار بار پڑھیے اور اس یقین کے ساتھ پڑھیے کہ یہ آپ کی زندگی بدل سکتی ہے۔ کتاب میں درج آزمودہ، مستند اور آفاقی اصول قاسم علی شاہ نے اپنے سالہا سال کی تحقیق و تجربے کے ذریعے قابل عمل اسلوب میں پیش کیے ہیں۔ کامیابی کے حصول کے لیے ان اصولوں پر عمل کر کے دیکھیے۔ آپ مان جائیں گے کہ یہ "کامیابی کا پیغام" آپ ہی کے لیے تھا۔

[illegible]

Training & Lecture Conducted & Offered by

Qasim Ali Shah

1. Goal Setting to Goal Getting
2. How To Make Effective Memory
3. Study Smart
4. Educational Success
5. Success & Wealth Principles
6. Super Star Students
7. Mind Treasure
8. Impossible is nothing
9. Awaking the Genius Within
10. Self Confidence
11. Burning Desire
12. Character Building
13. Unlock Your Potential
14. The Ultimate Success Story
15. Body Language
16. Communication Skills
17. Sales Excellence
18. Team Building
19. Career Mapping
20. Positive Thinking
21. Leadership

قوموں کے عروج وزوال کا انحصار

افراد کی شعوری حالت پر ہوتا ہے

کیا آپ شعور کی روشنی کو پھیلانے کے لیے

اپنے حصے کا دیا جلا رہے ہیں

زندگی (Life) اور روشنی (Light) مشن کا

حصہ بننے کے لیے ہمارا ساتھ دیجیے۔

اگر آپ

ملک وقوم کی فلاح کے لیے

کوئی تعلیمی ادارہ یا NGO چلا رہے ہیں

تو اس مشن کے لیے ہماری خدمات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن

520-A، گلشن راوی، لاہور

0333-4317811